Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ
الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار
الفضل
ہفتہ میں دوبار
قادیان

ایڈیٹر
غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی
ششماہی
سہ ماہی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۷۹	مورخہ ۸ اپریل سنہ ۱۹۲۷ء	یوم جمعہ	مطابق ۵ شوال سنہ ۱۳۴۵ھ	جلد ۱۴

مدینۃ المسیح

۲ اپریل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے محلہ دارالرحمت میں اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد رکھی۔ اور دعا فرمائی۔ یہ سب سے پہلی مسجد ہے جو مرکز میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے عہد مبارک میں تعمیر ہونے لگی ہے احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ اسے مبارک کرے۔ اور عبادت گذاروں سے ہمیشہ معمور رہے۔ حکیم محمد عمر صاحب اس مسجد کی تعمیر میں بہت کچھ امداد فرما رہے ہیں۔ اور قاضی عبدالرحیم صاحب جو فن تعمیر میں اچھے تجربہ کار ہیں۔ اپنی نگرانی اور انتظام میں کام کرا رہے ہیں۔

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جناب میر محمد اسحٰق صاحب کا چھوٹا بچہ جس کی عمر تقریباً آٹھ ماہ کی تھی۔ چند دن بیمار رہکر فوت ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پڑھایا اور قبرستان تک تشریف لے گئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کے والدین کو صبر جمیل بخشے۔ اور نعم البدل عطا فرمائے۔

جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب ایک دو دن کے لئے سونی پت تشریف لے گئے

رمضان المبارک کا آخری عشرہ

اور

عید الفطر قادیان میں

رمضان کا مبارک مہینہ ختم ہوگیا۔ اور خدا تعالیٰ کے رستہ میں جدوجہد کرنیوالے خوش قسمت اصحاب کے دامن مراد اپنے فیوض اور برکات سے پُر کر گیا۔ یُوں تو سارے مہینہ میں ہی

قادیان کی فضا

آٹھوں پہر۔ دن رات کلام الٰہی کی تلاوت اور اذکار و اوراد کی دلکش آوازوں سے گونجتی رہی۔ لیکن آخری عشرہ میں ایک خاص رنگ پیدا ہوگیا۔ اور معتکفین کی ایک بڑی جماعت کی شب بیداری اور اذکار الٰہی نے

رُوحانی لطف و سرور

میں بہت زیادہ اضافہ کردیا۔ اور سب سے بڑھکر انوار الٰہی کے نزول کا دن ۲ اپریل کا دن تھا جبکہ جناب حافظ روشن علی صاحب کا درس قرآن کریم ختم ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے

معتکفین کی لطیف تفسیر

فرمانے کے بعد پورا آدھ گھنٹہ مردوں اور عورتوں کی ایک بہت بڑی جماعت کے ہمراہ

دل گداز اور روح نواز دعا

فرمائی۔ اس وقت کا منظر بیان کرنے کی نسبت دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا تھا۔ اپنے خالق و مالک۔ رحیم و کریم۔ غفار و ستار رب کے آستانہ الوہیت پر اس کے بے کس و بے بس۔ ذرہ ذرہ ہزار ہا عیوب نقائص سے ملوث بندے سر نیاز خم کئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک محجوب خدا

کی معیت اور راہ نمائی میں اپنی کمزوریوں، اپنے گناہوں اور اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کر کے اس حال میں اس سے مدد اور نصرت کی درخواستیں کر رہے تھے۔ کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں پُر۔ ان کی زبانیں عاجزانہ التجاؤں سے تر۔ ان کے قلوب خشیت آلہی سے لرزاں اور ان کے جسم خشوع و خضوع کے مجسمے تھے۔ آخر دیر تک خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کرنے کے بعد دُعا ختم ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت پہلے ہی کمزور تھی۔ لیکن حضور نے اس تڑپ اور گداز کے ساتھ دعا فرمائی۔ کہ جس وقت دعا ختم ہوئی۔ حضور کی نقاہت اور ضعف بہت بڑھ گیا اور حضور تکلیف سے گھر تشریف لے جا سکے ؛

درس قرآن کریم کے خاتمہ پر اعلان کیا گیا۔ کہ جناب ملک صاحب خان صاحب نون کی اہلیہ صاحبہ نے

ایک سو روپیہ کی رقم

اس غرض کے واسطے دی ہے۔ کہ مسجد اقصیٰ میں مستورات کی نشست کے لئے جو جگہ ہے۔ اسے وسیع کیا جائے۔ دُعا کے بعد جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد کی طرف سے

شیرینی

تقسیم کی گئی۔ لیکن تقسیم کنندگان کی بے احتیاطی اور بے انتظامی کی وجہ سے اس کا بہت سا حصہ ضائع ہوا ؛

اس موقعہ پر اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ختم قرآن شریف کے موقعہ کی

دُعا میں شمولیت

کے لئے کئی احباب دور دراز مقامات سے بھی تشریف لائے۔ اور بعض نے بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی درخواست کی۔

جناب حافظ روشن علی صاحب

تمام جماعت کے شکریہ اور خاص دعا کے مستحق ہیں۔ کہ آپ نے رمضان میں سارے قرآن کریم کا درس بڑی ہمت اور کوشش سے دیا۔ آپ پہلے قرآن کریم کے سوا پارہ یا ایک پارہ کی تلاوت فرماتے۔ پھر ایک ایک رکوع کا ترجمہ سناتے۔ اور ترجمہ کے بعد بر عایت اختصار بعض نکات اور استدلال بیان فرماتے۔ خدا تعالیٰ انہیں اس کے بدلے اجر عظیم بخشے۔ عمر و صحت میں ترقی عطا فرمائے۔ اور اولاد صالح دے۔

۳ر اپریل اگرچہ ابر تھا۔ لیکن بعض اصحاب نے چاند دیکھ لیا۔ اس لئے

۴ر اپریل کو عید

ہوئی۔ اور نماز عید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑے مجمع کو پڑھائی اور نماز کے بعد نہایت ہی [illegible]

نظارت تعلیم و تربیت کا ایک ضروری اعلان

مجلس مشاورت قریب آگئی ہے۔ جس میں حسب دستور سابق ہر نظارت کی طرف سے مشورہ کے لئے ضروری اُمور پیش کئے جائینگے میں احباب سے اس بات میں مشورہ چاہتا ہوں۔ خصوصاً سیکرٹریان تعلیم و تربیت سے۔ کہ اس مشاورت میں جماعت کی تعلیم و تربیت کے متعلق کون سے امور پیش کئے جائیں۔ ایسے امور تجویز ہونے چاہئیں۔ جو اصولی ہوں۔ اور جماعت کی موجودہ حالت اور ضرورت کے لحاظ سے ان کی طرف توجہ کیا جانا ضروری ہو۔ احباب کی طرف سے مشورہ آنے پر میں نظارت تعلیم و تربیت کا ایجنڈا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کروں گا۔ چونکہ وقت بہت تنگ ہے۔ جواب جلد آنا چاہیئے مثال کے طور پر مندرجہ ذیل امور تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱) بعض کمزور احمدی جو غیر احمدیوں کو رشتہ دیدیتے ہیں۔ ان کی روک تھام کس طرح کی جانی مناسب ہے۔ اور جو شخص باوجود کوشش کے باز نہ آئے۔ اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے ؛

(۲) جو کمزور لوگ احمدیوں میں سے شریعت کے ان احکام کی پابندی اختیار نہیں کرتے۔ جو ظاہری شعار سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً ڈاڑھی کا رکھنا۔ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہیئے۔ اور کس حد تک حجت پوری ہونے کے بعد ؛

(۳) کیا تبلیغی وفود کی طرح تعلیم و تربیت کے وفود کو ملک میں دورہ کے لئے بھیجنا مناسب ہے۔ اگر مناسب ہے۔ تو ان وفود کا کس طریق پر اور کس موسم میں انتظام کیا جانا مناسب ہوگا ؛

(۴) بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ بورڈنگ مدرسہ احمدیہ قادیان اور احمدیہ ہوسٹل لاہور میں جن احمدی بچوں کا بقایا ہو جاتا ہے۔ اور والدین باوجود تقاضوں کے بقایا ادا نہیں کرتے۔ ان کے ساتھ کیا طریق اختیار کیا جانا چاہیئے۔

(۵) وظائف تعلیمی جو نظارت تعلیم کی طرف سے دیئے جاتے ہیں۔ ان کی تقسیم کے متعلق کیا اصول ہونا چاہیئے۔ اور نیز جو طلباء بغیر اس کے کہ پہلے اپنے وظیفہ کی منظوری حاصل کریں۔ قادیان آجائیں۔ اور یہاں اُس وقت گنجایش نہ ہو یا دوسرے زیادہ حقدار موجود ہوں۔ تو ان کے متعلق کیا طریق اختیار کیا جائے وغیر ذالک ؛

(۶) جماعت میں پرائمری تعلیم کو عام کرنے کے لئے حتیٰ کہ کوئی احمدی ناخواندہ نہ رہے۔ کیا تجاویز کی جانی چاہیئیں ؛

خاکسار:- مرزا بشیر احمد

ناظر تعلیم و تربیت قادیان دارالامان

مجلس مشاورت کی تاریخوں میں تبدیلی

مجلس مشاورت کی پہلے ۱۶ر - ۱۷ر اپریل کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ مگر احباب کو یہ ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ واپسی کے لئے وقت ملنا چاہیئے۔ اس لئے اب اپریل کی ۱۵، ۱۶، ۱۷ تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں۔ یعنی جمعہ سینچر اور اتوار۔ لیکن پہلا اجلاس جمعہ کے بعد ہوگا۔ اور آخری اجلاس ۱۷ر کو ۱۲ بجے ختم ہو جائے گا۔ ذوالفقار علیخان۔ قائمقام ناظر اعلیٰ

عرفانی کی ضروری اطلاع

خاکسار اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارادہ حج بیت اللہ حجاز کی طرف روانہ ہو رہا ہے۔ اپریل کے آخر یا مئی کے شروع میں اللہ تعالیٰ کے رحم سے امید رکھتا ہے کہ جدہ پہنچ جائیگا۔ اس لئے اس اشاعت کے بعد احباب تمام خطوط و اخبارات اس پتہ پر روانہ فرمائیں ؛

عرفانی انڈین جرنلسٹ معرفت پوسٹماسٹر جدہ (عرب)

احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے اس سفر کو دین اور حسن خاتمہ کے لئے بابرکت فرمائے۔ اور ان برکات اور فضلوں سے مجھے بہرہ وافر عطا فرمائے۔ جو بیت اللہ اور مدینۃ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہیں۔ میں اپنے تمام احباب کو جنہیں جانتا ہوں۔ اور جنہیں نہیں جانتا۔ انشاء اللہ ان مقامات اور شعائر اللہ پر اپنی دعاؤں میں یاد رکھوں گا۔ جو احباب چاہتے ہوں۔ کہ ان کے کسی خاص مقصد کے لئے دعا کی جائے۔ وہ مجھے اپنے مقصد سے اطلاع دیں۔ بفضلہ تعالیٰ میں اس کے لئے اپنا فرض ادا کروں گا۔

جو احباب اس سال حج کے لئے آنا چاہیں۔ وہ بھی اطلاع دیں تاکہ تمام قافلے کے لئے ایک جگہ قیام وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔ میں اپنے مولا کریم کے فضلوں کا امیدوار ہوں۔ اور اس کے فضل پر بھروسہ کر کے اس کی توفیق چاہتا ہوں۔ کہ اپنے ان آنے والے بھائیوں کی خدمت کر سکوں ؛

عرفانی۔ ۵ر رمضان از لنڈن

موتی سرمہ

میری والدہ صاحبہ مکرمہ نے جن کی آنکھوں میں خارش اور پانی بہنے کی تکلیف تھی۔ منیجر صاحب نور کا موتی سرمہ استعمال فرمایا۔ اور چند ہی دن میں نمایاں فائدہ محسوس کیا۔ اس طرح مجھے ذاتی طور پر اس سرمہ کے مفید اور فائدہ رساں ہونے کا علم ہوا۔ اور میں بڑی خوشی سے اس کا اظہار کرتا ہوں۔ تا دوسرے ضرورتمند اصحاب بھی اس مفید چیز سے فائدہ اُٹھائیں۔ اس سرمہ کے مفصل فوائد اس اشتہار میں درج ہوتے ہیں جو الفضل میں شائع ہوتا ہے۔ احباب ملاحظہ فرمائیں ؛

(ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - مورخہ ۸ راپریل ۱۹۲۷ء

ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنانے کا افسانہ

ایک طرف ان الزامات کو دیکھئے۔ جو ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں پر ہندوؤں کی طرف سے لگائے جاتے ہیں۔ اور جن سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔ اور دوسری طرف یہ بیان ملاحظہ کیجئے۔ جو پرنسپل بال کرشن صاحب نے ایک لیکچر کے دوران میں دیا۔

"یہ ایک اور سوال گئو کشی کا ہے۔ مسلمانی عہد میں گئو کشی قانوناً بند تھی۔ تو اب کیوں اس پر زور دیا جاتا ہے۔"

(پرکاش ۱۶ر مارچ)

اگر فی الواقعہ اسلامی عہد میں گئو کشی بند تھی۔ تو کیا یہ صرف ہندوؤں کی خاطر داری کے لئے نہ تھی۔ اور جب یہاں تک ہندوؤں کے مذہبی خیالات اور جذبات کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ تو کیا اس سے ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانے کا افسانہ بالکل باطل نہیں ہو جاتا۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ ایک طرف تو مسلمان بادشاہوں کا یہ اعلان ہو۔ کہ کوئی مسلمان اس لئے گائے ذبح نہ کرے۔ کہ اسے ہندو مقدس قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ حکم ہو کہ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنایا جائے۔

دراصل مسلمان حکمرانوں پر ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنانے کا الزام محض اس لئے لگایا جاتا ہے۔ کہ ہندوؤں کی بہت بڑی تعداد جو اسلام میں داخل ہو چکی ہے۔ اس کے اسلام لانے کا باعث اسلامی صداقت کی کشش نہ قرار دیا جائے۔ بلکہ زبردستی بتائی جائے۔ لیکن دوسری باتیں اس غلط اتہام کی خود تردید کر رہی ہیں۔ جیسا کہ گئو کشی کی ممانعت ہے۔ جس کا اعتراف خود ہندوؤں کو بھی ہے۔

اگر اسلام کی اشاعت اور ترقی تلوار کے ذریعہ ہوئی تھی۔ اور ہندوؤں پر جبر کر کے انہیں مسلمان بنایا گیا تھا۔ جیسا کہ آجکل آریوں کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ تو بتایا جائے۔ ہندوؤں کے مقابلہ میں اب جو مسلمانوں کی زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں کے ہاتھ میں کونسی تلوار ہے جس کے ڈر سے ہندو اسلام قبول کر رہے ہیں اور ہندوؤں سے نکل کر مسلمانوں میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں۔

پروفیسر بال کرشن صاحب نے ہی یہ بھی کہا ہے:-

"سات سو سال سے ہندو مسلمان ہندوستان میں رہتے چلے آئے ہیں۔ لیکن جو لڑائیاں آج ان میں ہو رہی ہیں ان کا وجود پہلے مفقود تھا۔ مردم شماری کی رپورٹیں بتاتی ہیں۔ کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی تعداد بہت بڑھ رہی ہے۔ اور ہندوؤں کی نسبتاً گھٹ رہی ہے۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار کی بناء پر میری رائے ہے۔ کہ اگر ہندوؤں کا تنزل ایسے ہی جاری رہا۔ تو پانچ سو سال کے بعد ہندوستان میں ہندوؤں کا نام و نشان نہ رہے گا۔ مسلمانوں کی ترقی دو طرح سے ہوتی ہے۔ ایک ہندوؤں سے مسلمان ہونے اور دوسرے پیدائش کے ذریعہ۔" (پرکاش ۱۶ر مارچ)

ہندوؤں کے تنزل اور مسلمانوں کی ترقی سے جو نتیجہ پرنسپل صاحب نے اخذ فرمایا ہے۔ اور اس کے مکمل ہونے کے لئے جو مدت قرار دی ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ مسلمان بادشاہوں پر ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنانے کا الزام سراسر باطل ہے۔ جیسا کہ پرنسپل صاحب نے بھی بیان کیا ہے۔ کہ ہندوستان میں سات سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ اتنے عرصہ میں تو مسلمان باوجود زبردستی کرنے کے ہندوستان سے ہندوؤں کا نام و نشان نہ مٹا سکیں۔ بلکہ جہاں جہاں اسلامی حکومت کا زیادہ زور رہا وہاں اب بھی مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ لیکن اب جبکہ ہندوؤں پر کسی قسم کی زبردستی نہیں ہو رہی۔ تو ان کا نام و نشان مٹنے کے لئے ان کے دور اندیش اصحاب آثار و قرائن کے رو سے صرف پانچ سو سال کی مدت مقرر کر رہے ہیں کیونکہ وہ اسلامی کشش کو اپنے خلاف کام کرتے دیکھنے کے علاوہ قدرت کو بھی اس بات پر آمادہ پاتے ہیں کہ مسلمانوں کو پیدائش کے ذریعہ بھی بڑھائے۔ اور ہندوؤں کو گھٹائے۔

فرقہ وار نیابت ترک کرنے کے متعلق سمجھوتہ

مسلمانان ہند کے سیاسی لیڈروں نے مسٹر جناح کی رہنمائی میں ہندو مسلم اتحاد کی خاطر فرقہ وارانہ نیابت سے دست بردار ہونے کے لئے جو تجویز پیش کی ہے۔ وہ ایسی نہیں۔ جس پر معقولیت کے ساتھ ہندو کوئی اعتراض کر سکیں۔ کیونکہ اس میں اگر کسی فریق کے لئے نقصان کا خطرہ ہے۔ تو وہ مسلمانوں کا ہی فریق ہے۔ جنہیں فرقہ وارانہ نیابت سے محروم کر کے تین گنا سے بھی زیادہ ہندوؤں کی کثرت کے رحم پر چھوڑ دینے کی تجویز کی گئی ہے۔ لیکن حیرت ہے۔ مسلمانوں نے چند بالکل معمولی شرائط پیش کی ہیں۔ ہندوؤں کے سیاسی حلقوں میں ان کی بھی سخت مخالفت کی جا رہی ہے۔ اور ابھی سے ایسی فضا پیدا کرنے کی سرگرم سعی شروع کر دی گئی ہے۔ جس میں مسلمانوں کے لئے اتنے بڑے حق کو چھوڑنے کے باوجود جس پر ان کی سیاسی زندگی کا مدار ہے۔ معمولی مطالبہ کا پورا کرانا بھی ناممکن ہو گا۔

مسلمان لیڈروں نے جو مطالبہ پیش کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ سندھ کو صوبہ بمبئی سے علیحدہ کیا جائے۔ اور اسے مستقل صوبہ بنا دیا جائے۔ صوبہ سرحدی کو اور تمام صوبوں کی طرح اصلاحات دی جائیں اسی طرح صوبہ بلوچستان کو۔ پنجاب اور بنگال کے صوبوں میں حق انتخاب مسلمانوں اور ہنود کے اتنے ہی تناسب سے دیا جائے۔ جو ان صوبوں میں مسلمان اور ہندو آبادی کا تناسب ہے۔ تاکہ مسلمانوں کی غربت کے سبب ان صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت کو نقصان نہ پہنچے۔

اگر یہ مطالبہ پورا ہو جائے۔ تو مسلمانوں کی ہندوؤں کے مقابلہ میں کیا پوزیشن ہو گی۔ صرف یہ کہ دو بڑے صوبوں بنگال اور پنجاب میں مسلمانوں کی تھوڑی سی اکثریت ہو گی۔ اور تین چھوٹے صوبوں میں ان کی اتنی اکثریت ہو گی۔ جتنی ہندوؤں کی مدراس۔ بہار۔ صوبجات متحدہ اور بمبئی کے بڑے صوبوں میں مسلمانوں کے مقابلہ میں ہے۔

اب اگر مسلمان فرقہ وارانہ نیابت سے محض اس اعتماد پر دستبردار ہو جائیں۔ کہ ہندو ہندوستان کے ایک بہت بڑے رقبہ میں اپنی اکثریت کی وجہ سے ان کے حقوق غصب نہیں کریں گے۔ تو اسی قسم کا اعتماد ایک بہت محدود حلقہ میں ہندو کیوں مسلمانوں پر نہیں کر سکتے۔ اگر اتنی سی بات ماننے کے لئے بھی ہندو تیار نہ ہوں تو وہ خود ہی غور کریں مسلمان کس بناء پر ان پر بھروسا اور اعتماد کر کے اپنی قسمت ان کے حوالہ کر سکتے ہیں۔ اور مسلمان لیڈر مسلمانوں کو فرقہ وارانہ حقوق سے کس طرح دست بردار کر سکتے ہیں۔

ہندوستان کو عیسائی بنانے کیلئے سترہ کروڑ روپیہ

ہندو مشن کلکتہ کے سیکرٹری صاحب کی ایک چٹھی سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عیسائیوں نے اس سال کے اندر ہندوستان کو عیسائی بنانے کے لئے سترہ کروڑ روپیہ منظور کیا ہے۔ اور ۵۶۸۲ مشنری مقرر کئے گئے ہیں۔

اگر کسی مذہب کی اشاعت کا مدار ظاہری اسباب پر ہو تو بلاشبہ سارے ہندوستانیوں کو ایک دن میں عیسائی اپنے مذہب میں داخل کر لیں۔ کیونکہ روپیہ اور کام کرنے والے آدمیوں کی انہیں کمی نہیں۔ لیکن اس کے لئے خود مذہب میں صداقت اور کشش کی ضرورت ہے۔ اور یہ صرف اسلام کو حاصل ہے۔ کاش! مسلمان جو کچھ کر سکتے ہیں۔ اسی کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ اور پھر دیکھیں۔ کس طرح دنوں میں دنیا کی کایا پلٹ سکتی ہے۔

475

حاجیوں کیلئے ضروری ہدایات

چونکہ ہماری جماعت کے کئی ایک اصحاب امسال حج کے لئے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں جن میں سے بعض نے ہمیں اپنے عزم حج کی اطلاع دیتے ہوئے ضروری ہدایات سے آگاہ ہونے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اسلئے چند امور درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) ماہ شوال کے پہلے اور دوسرے ہفتہ میں ٹرنر مارین کمپنی کے جہاز گرجستان۔ (۲) جہاز سلطانیہ (۳) جہاز خسرو جائینگے۔ ... ہے۔ کہ تیسرے درجہ کے سفر کے لئے کم از کم پانچ سو روپیہ اپنے ساتھ رکھیں۔ (۲) سامان ضروری کپڑے بستر۔ اچار چٹنی چند معمولی ادویات۔ ڈول رسی۔ خالص گھی۔ وغیرہ ساتھ رکھنا چاہئے۔ (۳) ضلع کے حاکم سے پاسپورٹ لیکر روانہ ہوں۔ (۴) رقم انگریزی نوٹ اور پونڈ کی صورت میں اپنے پاس رکھیں۔ عربی سکے سے اس رقم کا تبادلہ جدہ اور مکہ معظمہ میں نہایت آسانی کے ساتھ ہوسکتا ہے۔

مصارف حجاز کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) (۱) جدہ میں کشتی کا کرایہ چھ و عہ (۲) سامان اتارنے کی مزدوری عہ اور (۳) ساحل جدہ سے ۸ر (۴) قیام گاہ تک کرایہ ۱۲ر (۵) قیام گاہ جدہ تین یوم کا کرایہ ۲ر اور (۶) جدہ سے مکہ تک موٹر کا کرایہ فی سواری اسی روپیہ اگر اونٹ سے جانا چاہیں۔ تو اونٹ کا کرایہ ستائیس روپیہ ہے۔ جدہ کے دیگر مختلف خرچ چار روپیہ اس کے علاوہ ہیں۔ جملہ اخراجات تقریباً پندرہ یا بیس روپیہ ہیں۔ (۲) مصارف مکہ و عرفات۔ کرایہ مکان مکہ میں چھ یا چند ... روپیہ۔ اخراجات معلم ... روپیہ (۲) زمزمی اور حرم میں جھینے کے لئے تین روپیہ (۳) کرایہ شتر تا عرفات تک آمدورفت ۱۸ روپیہ (۴) شغدف و خیمہ جات چھ روپیہ (۵) منیٰ میں قیمت دنبہ و بکرا وغیرہ برائے قربانی چھ روپے سے دس روپیہ تک۔ جملہ تقریباً ۷۰ یا ۸۰ روپے (۳) مصارف مدینہ شریف۔ کرایہ شتر آمدورفت ستر روپے۔ کرایہ شغدف پانچ ترجمان ہدیہ کرایہ مکان چھ روپے۔ متفرق اخراجات دس روپیہ جملہ تقریباً ۹۰ یا ۱۰۰ روپے (۴) بقیہ مصارف۔ اس کے علاوہ بدوؤں کی بخششیں۔ پانی روزانہ خرچ۔ عام خیرات وغیرہ ہیں۔

احمدی احباب بمبئی میں سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب امبر ... منصور بلڈنگ۔ پرنس سٹریٹ سے اور کراچی میں شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس کیماڑی سے ضروری مشورہ حاصل کرسکتے ہیں۔ جو احباب حج کے لئے جانا چاہیں۔ اور انہوں نے ہمیں اطلاع نہ دی ہو۔ وہ مطلع فرمائیں۔ تاسب احمدی احباب کے نام شائع کر دیئے جائیں۔ اور وہ آپس میں تعارف پیدا کر کے ایک دوسرے کی سہولت اور آرام کا باعث بن سکیں۔

مسلمانوں پر ہولناک وقت

"وہ ہولناک وقت۔ وہ زہرہ گداز ساعت اب سر پر آئی کھڑی ہے۔ اور اسکی جیتی جاگتی بولتی چالتی تصویر کا نظارہ اگر کسی کو مطلوب ہو۔ تو جائے۔ اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھر کر دیکھ لے۔ کہ محض کلمہ گو ہونے کی پاداش میں سنگٹھن کے مندر کے خون آشام پجاری مسلمانوں کے ساتھ کیسے کیسے ظلم کر رہے ہیں" ان دردناک الفاظ میں مسلمانوں کی موجودہ حالت کا ذکر کرنے کے بعد معاصر مدینہ (۲۵ مارچ) سے یہ نتیجہ نکالتا ہے۔

"ہر طبقہ کے سر برآوردہ اور دردِ دل رکھنے والے مسلمانوں کی ایک جداگانہ جمیعت ان مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد کے لئے قائم کی جائے جو سنگٹھن کی چیرہ دستیوں کے شکار ہوتے ہوں"

اس قسم کا انتظام جس قدر بھی جلدی ممکن ہو۔ کرنا ضروری ہے کیونکہ سنگٹھن کی روزافزوں فتنہ انگیزیاں ملک کے ہر حصہ میں مسلمانوں کے لئے عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے ہیں۔ غربت اور افلاس کے مارے مسلمان جانی اور مالی نقصان بھی زیادہ اٹھاتے ہیں اور پھر اپنی بے کسی اور بے بسی کی وجہ سے جیلوں میں بھی وہی ... جاتے ہیں۔ ہر فرقہ اور ہر طبقہ کے مسلمانوں کو اس خطرہ عظیم کو اچھی طرح محسوس کرنا چاہیئے۔ اور مسلمانوں کی حفاظت اور مصیبت کے وقت امداد کے لئے متحدہ کوشش کرنی چاہیئے۔

مسلمان امرا اور معززین سے

زمانہ کے رنگ ہیں۔ کجا یہ کہ ایک وہ دن کہ ہندو دوسرے درجہ کے ہندوؤں کے سایہ تک سے بھاگتے۔ اور انہیں ذلیل ترین حیوانوں سے بھی ذلیل سمجھتے تھے۔ مگر وہی آج دوسری قوموں کے ہندوؤں سے نہیں۔ بلکہ بھنگیوں سے گلے مل رہے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے لیڈر بھنگیوں کے جلسوں میں شرکت اختیار کرتے اور ان کے صدر بننا باعث خوشی سمجھ رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۶ مارچ کو لاہور میں بھنگیوں کا جو جلسہ ہوا۔ اس کی صدارت کے فرائض سیٹھ جمنا لال بجاج نے ادا کئے۔ اور لاہور کے بڑے بڑے لیڈروں کے علاوہ لالہ ... لال ... مگن لال برادر زادہ گاندھی جی مسٹر سرینواس آئنگر صدر کانگریس۔ لالہ لاجپت رائے۔ ڈاکٹر گوپی چند وغیرہ شریک ہوئے۔ تقریریں کیں۔ اور بھنگیوں کے دل ہاتھ میں لینے کے لئے انکی بے حد دلداری کی۔ مثلاً کہا گیا۔

"اگر ہم پیشاب اور ٹٹی کا معائنہ کرنیوالے ڈاکٹر کو اچھوت نہیں سمجھ سکتے۔ تو اس صورت میں بالکل بھائی کو بھی اچھوت نہیں سمجھا جا سکتے۔"

یہ ان لوگوں کے خیالات ادنیٰ اقوام کے لوگوں سے سلوک ہے۔ جو آج سے کچھ عرصہ قبل ان کا نام لینا بھی پاپ سمجھتے تھے لیکن کیا مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو ظاہری عزت اور شان کے مالک ہو کر ادنیٰ اور ذلیل سمجھی جانیوالی اقوام سے راہ و رسم رکھتے ہوں۔ ایسی اقوام سے تعلق پیدا کر کے اپنی طرف مائل کرنا تو الگ رہا۔ مسلمانوں کی تو یہ حالت ہے کہ جو ان میں سے کسی بڑے عہدہ پر پہنچ جائے۔ یا جس کے پاس چار پیسے جمع ہو جائیں۔ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں تک سے ملنا اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ پھر عام مسلمانوں کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور غیر اقوام کے لوگوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

اسلام نے نماز باجماعت کا حکم دیکر مسلمانوں کے آپس میں تعلقات استوار کرنے کی کیا ہی عمدہ سبیل نکالی تھی۔ لیکن جب نماز ہی نہ پڑھیں تو فوائد کس طرح حاصل ہوں۔ ہم ایسے اصحاب سے جنہیں کسی قسم کی عزت اور رتبہ حاصل ہے گذارش کرتے ہیں۔ کہ وہ مخلوق خدا کی خدمت کرنے اور ان سے محبت اور الفت کے تعلقات پیدا کرنے میں اپنی ہتک نہ سمجھیں۔ بلکہ باعث عزت جانیں اس سے ان کی دنیا میں بھی عزت بڑھے گی۔ اور آخرت میں بھی اجر کے مستحق ہوں گے۔ اگر مسلمانوں کے طبقہ امراء کے لوگ ادنیٰ اقوام کے لوگوں سے سلوک اور مروت کے ساتھ پیش آنا شروع کردیں تو ان لوگوں میں اشاعت اسلام کے لئے بہت سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔

دیوبندی علماء کی حقیقت

مسلمانوں نے باوجود اپنی غربت اور افلاس کے دیوبندی مولویوں کو سالہا سال جسقدر مالی امداد دی ہے۔ وہ ان کے ایثار اور قربانی کی بہت اچھی مثال ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ علماء دیوبند نے اسکی کچھ بھی قدر نہ کی۔ اور اپنی خود غرضی اور نفس پرستی کے مذبحہ پر مسلمانوں کی امیدوں اور آرزوؤں کو ذبح کر ڈالا حتیٰ کہ مسلمانوں کو بھی ان کے خلاف آواز اٹھانی پڑی۔ چنانچہ معاصر مدینہ (۲۵ مارچ) لکھتا ہے:۔

"دیوبند اور مسلم یونیورسٹی دونوں درسگاہوں کے اندر دیو استبداد اور شیطان فریق بند مسلط ہو گیا ہے۔ جس نے نہ صرف قومی سرمایہ کے اندر عظیم الشان خیانت کی ہے۔ بلکہ ان مقتنم درسگاہوں کے اصلی مقصد کو فوت کر دیا ہے۔ غضب خدا کا آج دیوبند کو قائم ہوئے نصف صدی سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا لیکن آجتک کوئی دردمند یہ بتا نہیں سکتا۔ کہ دیوبند کا کوئی فارغ التحصیل دنیائے اسلام میں آج نمایاں حیثیت بھی رکھتا ہے۔ قوم نے اتنے عرصہ میں ہزاروں۔ روپے دیوبند کی نذر کر دئے ہونگے۔ لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اسکا حاصل کیا ملا۔ ہم نے تو مدتوں سے ایک مالی رپورٹ بھی مدرسے کی نہیں دیکھی۔"

یہ لکھنے کے بعد جو نتیجہ پیش کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ "یہ یقین ہے کہ موجودہ منتظمین کے ہاتھوں میں دیوبند کا مدرسہ محفوظ نہیں ہے۔" دیوبندی علماء کو اپنی اور اپنے گھر کی اصلاح کرنی چاہیئے نہ کہ ملک کے امن اور مسلمانوں کے تھوڑے بہت اتحاد کو برباد کرنے کیلئے تحریریں قریہ قریہ پھیرتے رہنا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

476

مکتوب امام علیہ السلام

کلکتہ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب کے سوالات کے جواب

کلکتہ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سے چند سوالات کئے تھے۔ ان کے جو جواب حضور نے دئے۔ وہ درج ذیل ہیں:۔

برادرم پروفیسر عبدالقادر صاحب کی چٹھی بھی آپ کے متعلق پہنچی تھی۔ جس سے معلوم ہوا تھا۔ کہ آپ کو دینی امور میں دلچسپی ہے۔ اور سلسلہ کی تحقیق کی طرف بھی آپ متوجہ رہتے ہیں۔ میرے نزدیک انسان کی ہدایت کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ اسکو تحقیق کی طرف توجہ ہو۔ جب انسان سچے طور پر تحقیق کی طرف توجہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے لئے رستہ کھول دیتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ؎۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سُبلنا۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ لوگ جو سچے طور پر خدا تعالیٰ کو ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ضرور ضرور ان راستوں پر چلا دیتا ہے۔ جو آخر انہیں خدا تعالیٰ سے ملا دیتے ہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں۔ اگر اس نیت کے ساتھ کوشش کرینگے جہاں بھی حق ہو گا آپ کو مل جائیگا۔ آپ اسے قبول کرینگے۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو سلسلہ احمدیہ کے قبول کرنے کے لئے کھول دیگا ؏

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت اور مسیحیت

اب میں آپ کے سوالات کا یکے بعد دیگرے جواب دیتا ہوں۔ آپ کا پہلا سوال یہ ہے۔ کہ احمدی حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت اور مسیحیت پر ناواجب زور دیتے ہیں۔ اور اس کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اگر کوئی ذکر ہے۔ تو وہ ایسا مشتبہ ہے۔ کہ اس پر ایک ایمانی مسئلہ کی بنیاد رکھنا درست نہیں ؏

میرے نزدیک آپ کا سوال کئی سوالوں پر مشتمل ہے۔ پہلا سوال یہ ہے۔ کہ احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور مسیحیت پر ناواجب زور کیوں دیتے ہیں۔ اور اسے ایمان کا جزو کیوں قرار دیتے ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت نہیں جس سے آپ کی نبوت اور مسیحیت کا پتہ لگ سکے۔ تیسرا سوال یہ ہے۔ کہ احمدی بعض ایسی آیتیں اپنے دعویٰ کی تصدیق میں پیش کرتے ہیں۔ جو یقینی طور پر ان معانی پر دلالت نہیں کرتیں۔ جن کو وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں ؏

آپ کے سوال کے پہلے حصے کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر آپ کی مراد ناواجب زور دینے سے یہ ہے۔ کہ وہ (احمدی) نبوت پر ایمان لانے کو جزو ایمان قرار دیتے ہیں۔ تو میرے لئے اس بات کا سمجھنا نہایت ہی مشکل ہے۔ کہ نبوت کے ماننے پر زور دینا کس طرح ایک ناواجب بات ہے۔ اگر حضرت میرزا صاحب واقعی نبی ہیں۔ تو نبوت کے ماننے پر تمام انبیاء ہمیشہ زور دیتے چلے آئے ہیں۔ قرآن کریم میں سینکڑوں آیتیں نبوت کے ماننے پر زور دے رہی ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ قرآن کریم سارے کا سارا توحید اور رسالت کے احکام پر ایمان لانے سے بھرا پڑا ہے۔ اور یہ کہنا کہ فلاں شخص کی نبوت پر کیوں زور دیا جاتا ہے۔ یہ بھی درست نہ ہوگا۔ کیونکہ نبوت کسی شخص کی نہیں ہوتی۔ نبوت خدا تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ اس بات کے کہنے کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ یہ کیوں کہتے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ کے فلاں پیغمبر کی فلاں بات کو مان لو۔ اگر ہم پیغام رسانوں کی بات پیغام بھیجنے والے کی وجہ سے مانا کرتے ہیں۔ تو جو بھی پیغام رساں ہو گا۔ اس کی بات ہمیں ماننی پڑیگی۔ ہاں اگر ہمارا ایمان بھیجنے والے پر نہیں ہے بلکہ لانیوالوں کی شخصیتوں پر ہے۔ تو بیشک یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ فلاں شخص کے ماننے پر کیوں زور دیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ ایسی شخصیت کا نہیں ہے۔ اور بڑے پایہ کا نہیں۔ پس سوال یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعودؑ نبی اور مسیح ہیں یا نہیں؟ اگر فی الواقعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کسی مسیح کے متعلق تھی اگر فی الواقعہ اب بھی کوئی شخص دنیا میں نبی ہو کر آسکتا ہے اور اگر فی الواقعہ حضرت مسیح موعودؑ وہی مسیح تھے۔ جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے موعود تھے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے تھے۔ اور نبوت کے مرتبہ پر فائز تھے۔ تو پھر یہ سوال اُٹھ ہی نہیں سکتا۔ کہ آپ کی (مسیح موعودؑ) نبوت اور مسیحیت پر کیوں زور دیا جاتا ہے۔ اگر یہ چاروں باتیں ثابت ہیں تو آپ کے ماننے پر جس قدر زور دیا جائے گا۔ وہ کم ہو گا۔ کیونکہ جو وجود خدا تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا کرتا ہے۔ جس قدر اس طرف لوگوں کو کم توجہ دلائی جائیگی اسی قدر زیادہ لوگ ہدایت سے محروم رہینگے۔ اور اگر آپ کا یہ منشاء ہے کہ نبی کوئی شخص ہو ہی نہیں سکتا۔ اور مسیح کوئی آنے والا ہے ہی نہیں۔ یا یہ کہ نبی تو ہو سکتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب نبی نہیں تھے۔ اور مسیح تو موعود ہے۔ لیکن مرزا صاحب مسیح نہ تھے۔ تو اس صورت میں اس بات کے کہنے کا کیا مطلب کہ مرزا صاحب کی نبوت اور مسیحیت پر کیوں زور دیا جاتا ہے؟ اس صورت میں تو یہ کہنا چاہیئے تھا۔ کہ مرزا صاحب کو نبی اور مسیح کیوں کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں تو ایک دفعہ بھی ایسا کہنا ایمانداری کے منافی اور تقویٰ کے خلاف ہوتا ہے۔ پس ایک طرف اس بات کو تسلیم کرنا کہ مرزا صاحب کو نبوت اور مسیحیت حاصل تھی اور دوسری طرف اس کے ماننے کے لئے زور دینے پر تعجب کرنا بجائے خود قابل تعجب ہے۔ اور اگر کوئی شخص نبوت اور مسیحیت یا میرزا صاحب کی نبوت اور مسیحیت کے متعلق شک رکھتا ہے۔ تو اس صورت میں اسکو سرے سے اس بات ہی کا انکار کرنا چاہیئے۔ نہ کہ زور دینے کے خلاف احتجاج ؏

قرآن کریم اور نبوت مسیح موعودؑ

آپ کے سوال کے دوسرے حصہ کا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں نبوت کے متعلق بہت واضح آیات موجود ہیں۔ جن کا انکار کوئی عقلمند انسان نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم نے نبیوں کے زمانے کے حالات بیان کئے ہیں۔ یعنی بتایا ہے کہ نبی کس وقت آتے ہیں اور نبیوں کے زمانے میں خدا تعالیٰ کی صفات جس طرح جلوہ گر ہوتی ہیں۔ ان کا ذکر کیا ہے۔ یعنی بتایا ہے۔ کہ جب کوئی نبی ہم بھیجتے ہیں تو اس کے لئے کس طرح نشانات ظاہر کیا کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں نبیوں کی آمد پر لوگوں کا رویہ اور معاملہ جو ہوتا ہے۔ اس کا ذکر فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ نبیوں سے لوگ کس طرح کا معاملہ کرتے ہیں غرض قرآن کریم نے نبیوں کے زمانہ کی ہر ایک حالت کا نقشہ کھینچا ہے۔ اب اگر وہی حالتیں اور وہی نقشے دنیا میں پیدا ہو جائیں تو یہ کہنا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبوت کے متعلق کچھ نہیں بیان کیا۔ اس لئے اب کسی کی نبوت پر زور دینے کی کیا وجہ ہے۔ کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتا۔ اگر قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ دنیا میں جب بھی فساد پیدا ہو جائے۔ ہم نبی بھیجا کرتے ہیں۔ اور اگر قرآن کریم یہ کہتا ہے۔ جب بھی ہم دنیا میں عذاب بھیجنا چاہیں۔ اس سے پہلے کوئی نبی مبعوث کر لیا کرتے ہیں۔ اور اگر قرآن کریم یہ کہتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعد بھی لوگوں میں بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور ہو گا۔ اور لوگوں پر عذاب آسکتا ہے اور آئے گا۔ تو دوسرے لفظوں میں قرآن کریم یہ بھی اقرار کرتا ہے۔ کہ دنیا میں نبوت کی ضرورت رہیگی۔ نبیوں کا آنا ممکن ہو گا۔ اور وہ آتے رہینگے۔ کونسا عقلمند اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ وہ مرض جسے دور کرنے کے لئے ہمیشہ انبیاء آتے رہے۔ وہ تو دنیا میں موجود رہیگی۔ بلکہ پہلے زمانوں سے بھی زیادہ زور سے پھوٹیگی۔ حتیٰ کہ زمین کے ٹیلوں اور زمین کے ہموار حصوں پر کفر حاوی ہو جائیگا۔ لیکن روحانی طبیبوں کی آمد کا رستہ بند کر دیا جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مصلح کوئی نہیں بھیجا جائیگا۔ اگر ہم اس امر کو تسلیم کر لیں تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ رسول کریم (نعوذ باللہ) خدا کی طرف سے رحمت نہیں بلکہ لعنت تھے۔ اور قرآن کریم ہدایت کا نہیں بلکہ گمراہی کا پیش خیمہ تھا وہ ہمیں چلانے کے لئے نہیں بلکہ گمراہی میں تڑپنے اور ضلالت میں بھٹکتے رہنے کا ایک آلۂ کار تھا۔ اس سے زیادہ فائدہ اس کا دنیا کو کوئی نہیں لیکن اگر یہ باتیں درست نہیں۔ اگر رسول کریم رحمۃ للعالمین ہیں۔ اور اگر قرآن کریم کامل ہدایت اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو اس رحمت اور اس ہدایت کا کوئی عظیم الشان ظہور اسوقت ہونا چاہیئے۔ جب دنیا میں گمراہی پھیل جائے اور جب مرض لوگوں کے قلوب کے اندر بیٹھ جائے۔ اور جب خدا تعالیٰ کے ملنے کے رستے لوگوں کو مسدود نظر آئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر یہ نہیں ہے۔ تو رسول کریم صلعم کو دوسرے رسولوں پر اور قرآن کریم کو دوسری کتابوں پر کوئی فضیلت نہیں۔ مگر اس عام نتیجہ کے خلاف جو نتیجہ ہم قرآن کریم سے نکالتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں۔ جو نبوت کے اجرائی پر بالوضاحت دلالت کرتی ہیں نبوت کے اجراء کے سوائے ان کے کوئی اور معنی ہی نہیں کئے جاسکتے۔ لیکن اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ تو کیا حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا کی نبوت اسلئے مانی جاتی تھی کہ توریت میں اس کا ذکر تھا۔ یہ کوئی معیار نہیں ہے۔ کہ قرآن کریم میں جس کی نبوت کا ذکر نہ ہو۔ ہم اس کی نبوت نہ مانیں۔ اگر بفرض محال کوئی نبی ایسا ہو جس کا قرآن کریم میں ذکر نہ ہو لیکن دلائل اور براہین سے اس کی نبوت ثابت ہو۔ تو کیا اس کو یہ کہدیں گے۔ کہ تیری معرفت خدا کے بھیجے ہوئے کلام کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ تیرا ذکر قرآن کریم میں نہیں۔ اگر واقعات کا انکار صرف اس وجہ سے کیا جاسکتا ہے۔ کہ کسی واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے۔ یا ہماری سمجھ میں اس کا ذکر قرآن کریم میں نہیں آیا۔ تو پھر دنیا میں خدا کی حکومت نہیں رہ سکتی۔ صرف ہمارے دماغ کی حکومت رہ گئی۔ جو جس رنگ میں چاہے۔ خدا کے کلام کو ڈھالتا ہے۔

سوال کا تیسرا حصہ

آپ کے سوال کے تیسرے حصہ کا جواب یہ ہے۔ کہ چونکہ آپ نے یہ بیان نہیں کیا۔ کہ کس احمدی نے کونسی آیت آپ کے سامنے پیش کی تھی جس سے استدلال بعید کے طور پر نبوت کا کوئی استنباط ہوتا تھا۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ آیا پیش کرنے والے نے غلطی سے آپ کے سامنے کوئی ایسی آیت پیش کر دی۔ یا آپ نے اس کے کلام کے سمجھنے میں کوئی غلطی کھائی۔ چونکہ اصل واقعہ میرے سامنے نہیں۔ اس لئے میں کوئی رائے نہیں دے سکتا۔

اہل کتاب کا خطاب

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ احمدی غیر احمدیوں کو اہل کتاب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اہل کتاب اس لئے اہل کتاب کہلاتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی کتابوں کو بدل دیا تھا۔ لیکن مسلمانوں نے ایسا نہیں کیا۔ اسلئے انہیں اہل کتاب نہیں کہنا چاہیئے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ آپ کو سخت غلطی قرآن کریم کے سمجھنے میں لگی ہے۔ اور اس غلطی کی وجہ سے آپ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا ہے۔ اگر آپ کا یہ خیال درست ہوتا۔ کہ یہود اور نصرانیوں کو ان کے کتاب کے بدل دینے کی وجہ سے اہل کتاب کہا گیا ہے تو اس سے غلط نام دنیا میں اور کون ہو سکتا ہے۔ جو کتاب بدل ڈالتے ہیں۔ انہیں غیر اہل کتاب کہنا چاہیئے۔ یا اہل کتاب؟ آپ نے یہ خیال کیا ہے۔ کہ اہل کتاب یہود یا نصرانیوں کا نام اس وجہ سے رکھا گیا ہے۔ کہ ان کے اس بُرے فعل کی طرف اشارہ کیا جائے۔ جو کتاب کے بدل ڈالنے میں ان سے ہوا۔ لیکن اصل بات یہ ہے۔ کہ اہل کتاب کا نام ان کے اعزاز کے طور پر ان کو دیا گیا ہے۔ نہ کہ ان کے کسی عیب پر دلالت کرنے کے لئے۔ اصل نام تو مسلم کے مقابلہ پر کافر ہی ہے۔ لیکن چونکہ بعض کافر دنیا میں ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ جن کے پاس کوئی بھی سچائی ایسی نہیں ہوتی۔ جسے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر رہے ہوں۔ اس لئے ان سے ممتاز کرنے کے لئے ان کافروں کا نام جن کے پاس خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کچھ سچائیاں موجود ہوتی ہیں۔ اہل کتاب رکھا گیا ہے۔ پس اہل کتاب کا نام ان کی تحقیر کے لئے نہیں۔ بلکہ ان کے اعزاز کیلئے ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ ان کو بعض ایسی رعایتیں دی گئی ہیں۔ جو دوسرے کافروں کو نہیں دی گئیں۔ پس آپ کا سوال یہ تو ہو سکتا تھا۔ کہ کافر وہ ہوتے ہیں۔ جو کتاب کو بدل ڈالیں۔ اور غیر احمدیوں نے کتاب کو نہیں بدلا۔ ان کو کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ اگر آپ یہ سوال بھی کرینگے۔ تو حق بجانب نہ ہوں گے۔ غیر احمدی علماء کی مہربانی سے یہ قرآن محفوظ نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی زبردست قدرت اور وعدہ کے مطابق محفوظ ہے۔ اگر ان لوگوں کے ہاتھوں سے قرآن کریم نے محفوظ رہنا ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کیوں فرماتا۔ تب تو یہ فرماتا۔ کہ مسلمان کہلانے والے لوگ خواہ کتنے ہی بگڑ جائیں۔ قرآن کریم کو نہیں بگاڑیں گے۔ مگر بجائے اس کے وہ یہ فرماتا ہے کہ لوگ تو بگاڑنا چاہینگے۔ لیکن ہم نہیں بگاڑنے دیں گے۔ پس قرآن کریم کی موجودہ محفوظ حالت پر فخر کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص اس بات پر فخر کرے۔ کہ دیکھو اتنے سال گذر گئے ہیں۔ ہم نے سورج کی روشنی میں کوئی نقص پیدا نہیں کیا۔ چاند کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ ستاروں کی تعداد میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ یہ تو ان کے بس کی بات ہی نہیں تھی۔ انہوں نے بگاڑنا کیا تھا۔ اگر قرآن کریم میں آیت کریمہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون نہ ہوتی۔ تو آج قرآن کی ایک آیت کو بھی یہ مولوی قابل اعتبار نہ چھوڑتے۔ اگر آپ یہ فرمائیں کہ ایسا کیونکر ہو سکتا تھا۔ کیا ثبوت ہے۔ کہ یہ ایسا کرتے۔ تو اسکا ثبوت بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اسلامی تاریخی کتب کا مطالعہ کر کے دیکھیں۔ مسلمان کہلانے والوں نے یہ روایتیں بیان کی ہیں۔ کہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں ایسی تھیں۔ جو اب نہیں ہیں۔ مسلمان کہلانے والے یہ لکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کی سینکڑوں آیات منسوخ ہیں۔ اور ان کے منسوخ ہونے کے متعلق رسول کریم صلعم کوئی نص ثابت نہیں۔ ہاں ہماری عقل جسکو چاہے۔ منسوخ قرار دیدے۔ اب اس عقیدے کے ماتحت قرآن کریم کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ آپ اگر یہ کہیں۔ کہ یہ جہلاء کا عقیدہ ہے۔ تو میں کہتا ہوں نہیں۔ سوائے ایک شخص کے جسکا ذکر بعض پرانی کتابوں میں آتا ہے۔ باقی تمام کے تمام علماء نے قرآن کریم کی بہت سی آیتوں کو منسوخ قرار دیا ہے۔ اور لاکھوں علماء میں سے ایک شخص کی کمزور آواز کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ حضرت مرزا صاحب کے خلاف ان مولویوں کے غصہ کا ایک یہ سبب بھی ہے۔ کہ وہ (حضرت مسیح موعودؑ) سارے کے سارے قرآن شریف کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اور ان مولویوں کا کام نہیں چل سکتا۔ جب تک قرآن کریم کے کچھ حصہ کو منسوخ نہ قرار دے لیں۔ فرمایئے۔ قرآن کریم کے ایک معتد بہ حصہ کو منسوخ قرار دیا جانا یہ ایک معمولی اختلاف ہے؟ اور کیا باوجود اسکے آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے قرآن کریم کو بدلنے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ خدا کے ہاتھوں نے اسکو محفوظ رکھا ہے۔ اگر ان کا بس چلتا۔ اور خدا تعالیٰ کا زبردست وعدہ نہ ہوتا۔ تو ہر مولوی قرآن کریم کی سینکڑوں آیات اپنے اپنے خیال کے مطابق نکال کر باہر پھینک دیتا۔ کہ یہ منسوخ ہیں۔ اور قرآن کریم کی حالت ایسی ہوتی کہ اس مشکوک انجیل کے سامنے بھی کھڑے ہوتے ہوئے شرم آتی۔

کفر و اسلام کی بنیاد

پھر ہم قرآن کریم میں دیکھتے ہیں۔ کہ اسنے کفر اور اسلام کے مسئلے کی بنیاد کتابوں کے بدلنے پر نہیں رکھی۔ بلکہ کفر اور اسلام کی بنیاد اس نے صرف اسباب پر رکھی ہے۔ کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ۔ اس کے ملائکہ۔ اسکی کتب۔ اور اسکے انبیاء یا ان میں سے کسی ایک نبی اور حشر اور نشر پر ایمان لائے۔ یا نہ لائے۔ اگر کوئی شخص کتاب کو ذرا بھی نہ بدلے۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کے ایک ہی نبی پر ایمان نہ لائے تو وہ کافر ہے۔ کیا آپکے نزدیک آجکل کے یہودی توریت کو بدلتے رہتے ہی پھر یہ کافر ہیں یا مسلم؟ اور کیا آپ ان کو ان کے باپ دادوں کے افعال کی وجہ سے کافر کہتے ہیں؟ کیا کفر و اسلام کا مسئلہ باپ دادوں کے اعمال کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یا خود انسان کے اپنے نفس کی حالت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے؟ اگر اس کا تعلق انسان کی اپنی حالت کے ساتھ ہے۔ تو پھر ان ہی عقائد یا اعمال کی وجہ سے انسان مسلم یا کافر ہو سکتا ہے جو اسکی اپنی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور چونکہ ان لوگوں نے (موجودہ یہود) بائیبل کی کوئی تحریف نہیں کی۔ اس لئے ان کو مسلمان قرار دینا چاہیئے۔

احمدیوں کی علیحدہ جماعت

آپکا چوتھا سوال یہ ہے۔ کہ کیا مرزا صاحب کی اپنی کوئی تحریر ایسی ہے۔ جس میں انہوں نے دوسرے مسلمانوں سے الگ جماعت کے متعلق لکھا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہاں واقعی حضرت مرزا صاحب نے اسکے متعلق ایسا ہی فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب اربعین نمبر (۳) صفحہ ۳۴ حاشیہ پر فرماتے ہیں۔

”پس یاد رکھو۔ کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے۔ کہ تم کسی مکفر اور مکذب یا متردد

پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو اور اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ امامکم منکم۔ جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ اور جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو۔ کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں۔ عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی کوئی عزت نہیں۔"

قرآن تک پہنچنے کے لئے مسیح موعود کی رہنمائی کی ضرورت

آپ کا پانچواں سوال یہ ہے کہ کیا کوئی شخص قرآن کریم پر پورے طور پر عمل کر کے آپ (خلیفۃ المسیح) کے نزدیک مرزا صاحبؑ پر ایمان لائے بغیر نجات پا سکتا ہے۔ یا نہیں؟

میرا جواب یہ ہے۔ کہ اگر یہ ممکن ہوتا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ پر ایمان لانے کے بغیر کوئی شخص قرآن کریم پر پورے طور پر عمل کر سکے۔ تو بے شک نجات پا جاتا۔ کیونکہ اس صورت میں حضرت مرزا صاحبؑ خدا تعالیٰ کی ہدایتوں میں سے کوئی ہدایت نہ ہوتے لیکن اگر حضرت مرزا صاحبؑ کوئی سچائی دنیا میں لائے۔ اگر حضرت مرزا صاحبؑ کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں اس لئے بھیجا تھا کہ وہ دنیا کو بعض ایسی باتیں بتلائیں۔ جو دنیا کو معلوم نہ تھیں۔ اور اگر خدا کے کسی کو مامور کرنے کی وجہ یہ ہوا کرتی ہے۔ کہ لوگ اس کے بتلائے کے بغیر سچائی کو نہیں پا سکتے۔ تو پھر اس سے زیادہ خلاف عقل بات کیا ہوگی۔ کہ ہم کہیں۔ کہ کوئی شخص حضرت مرزا صاحب پر ایمان لائے بغیر قرآن کریم پر پورے طور پر عمل کر سکتا ہے۔ یہ بات تو اسی طرح ہوگی۔ جس طرح ہم کہیں۔ سورہ بقرہ پر عمل کئے بغیر کوئی شخص قرآن کریم پر پورے طور پر عمل کر کے دکھلا سکتا ہے۔ جب حضرت مرزا صاحبؑ کی آمد کی غرض ہی یہی تھی۔ کہ وہ سچائیاں جن کو لوگ بغیر خدا تعالیٰ کی خاص ہدایت کے نہیں پا سکتے تھے۔ آپؑ کے ذریعہ سے کھولے۔ اور وہ یقین اور وہ ایمان بھیجا جائے جس کے بغیر خدا تعالیٰ کے کلام پر پوری طرح عمل نہیں کیا جا سکتا تو پھر اس بات کے کہنے کا کیا مطلب ہوگا۔ کہ بغیر ان (حضرت مسیح موعود) کے ساتھ تعلق کے قرآن کریم پر کوئی شخص پورے طور پر عمل کر سکے۔ قرآن کریم تو ہم کو یہ بتلاتا ہے۔ کہ جس وقت تک دنیا بغیر کسی ہادی کی ہدایت کے خود بخود پہلی کتاب پر پوری طرح عمل کر سکتی ہے۔ اس وقت تک کوئی ہادی مبعوث نہیں ہوا کرتا۔ پس اگر حضرت مرزا صاحبؑ ہادی ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ اب بغیر ان کی رہنمائی کے کوئی شخص قرآن کریم تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اور جب کوئی شخص قرآن کریم تک پہنچ ہی نہیں سکتا تو اس پر عمل کیا کر سکتا ہے۔

تفسیر قرآن لکھنے کیلئے علماء کو چیلنج

حضرت مرزا صاحبؑ نے متواتر مسلمان علماء کو چیلنج دیا۔ کہ ان کے مقابلہ پر قرآن کریم کی تفسیر لکھیں۔ لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ ہم آج بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ ان کے مقابلہ پر نہیں لکھ سکی۔ تو ہمارے مقابلہ پر ہی لکھ کر دیکھ لے۔ پس جب قوم میں قرآن کریم کا علم ہی اٹھ گیا ہے اس سے قرآن کریم پر عمل کس طرح ہو سکتا ہے۔

رسول کریم کی فضیلت کا منکر احمدی نہیں

آپ کا چھٹا سوال یہ ہے۔ کہ احمدی حضرت مسیح موعودؑ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت دیتے ہیں۔ قادیان آنے کو مکہ مکرمہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ پہلا حصہ جو اس سوال کا ہے۔ اس کے جواب میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو شخص حضرت مرزا صاحبؑ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت دیتا ہے۔ وہ احمدی ہی نہیں۔ پس جب وہ احمدی ہی نہیں۔ تو اس کا الزام ہم پر نہیں آ سکتا۔ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ کو ملا ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے ملا ہے۔

اس سوال کے دوسرے حصے کا جواب یہ ہے۔ کہ آپ جیسے لائق اور تعلیم یافتہ آدمی کی تحریر میں یہ سوال پڑھ کر مجھے تعجب ہوا۔ آپ ہر روز کالج جاتے ہیں۔ مگر مکہ مکرمہ شاید آپ ایک دفعہ بھی نہیں گئے کیا اس سے میں یہ سمجھوں۔ کہ آپ کالج جانے کو مکہ مکرمہ جانے سے افضل سمجھتے ہیں۔ غالباً آپ کا جواب یہی ہوگا۔ کہ کالج تو آسانی سے پہنچ سکتا ہوں۔ مکہ مکرمہ جانے کے لئے مجھے بہت سے اخراجات کی ضرورت ہے۔ یہی جواب آپ سمجھیں۔ احمدیوں کی طرف سے جن میں سے اکثر ہندوستان کے باشندے ہیں اور جن کے لئے قادیان پہنچنا مکہ مکرمہ سے بہت زیادہ آسان ہے۔ رہا باقی یہ غلط ہے۔ کہ احمدی حج کے لئے نہیں جاتے۔ جو صاحب توفیق ہیں۔ اور نہیں جاتے وہ غلطی کرتے ہیں۔ اور کسی شخص کی غلطی کسی قوم کی طرف نہیں منسوب ہو سکتی۔ ہمارے اندر خدا کے فضل سے سینکڑوں حاجی موجود ہیں۔ اور ہر سال کچھ نہ کچھ لوگ حج کو جاتے ہیں۔ ہاں یہ طبعی بات ہے۔ کہ جو شخص صرف چند روپے خرچ کر سکتا ہے اگر حج کو نہیں جاتا۔ تو اسلئے کہ حج کو جا نہیں سکتا مگر قادیان آ سکتا ہے۔ جو ہمارے بھائی عرب میں بستے ہیں۔ وہ ہر سال حج کرتے ہیں۔ لیکن یہاں کبھی کبھار [illegible]

محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئی

جب غیر احمدی مولویوں کو پیشگوئی متعلقہ محمدی بیگم کی اصل حقیقت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ اور بتایا جاتا ہے کہ محمدی بیگم کی تزویج دراصل مرزا سلطان محمد اور مرزا احمد بیگ کی ہلاکت کے ساتھ مشروط تھی جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"کان اصل المقصود الاهلاك وتعلم انه هو الملاك واما تزويجها اياى بعد اهلاك الهالكين والهالكات فكوكان عظام الاية فى اعين المخلوقات"

(انجام آتھم صفحہ ۲۱۶)

کہ پیشگوئی کا اصل مقصد تو ان لوگوں کا ہلاک کرنا تھا۔ اور محمدی بیگم کا میرے نکاح میں آنا۔ ان کی ہلاکت کے بعد لوگوں کی نظروں میں نشان کی عظمت بڑھانے کے لئے ہے۔

چونکہ احمد بیگ کے پیشگوئی کے مطابق مرنے سے مرزا سلطان محمد ڈر گیا اور تکذیب و تحقیر اور استہزاء سے باز آیا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون کے اصل کے مطابق اسے ہلاکت سے بچا لیا۔ پس چونکہ وہ ہلاک نہ ہوا۔ اس لئے نکاح بھی نہ ہوا "اذا فات الشرط فات المشروط" اس کا جب غیر احمدی مولویوں سے کوئی جواب بن نہیں آتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ ذیل عبارت انجام آتھم سے پیش کر دیتے ہیں۔

"ثم ماقلت لكم ان القضية على هذا القدر تمت والنتيجة الاخرة هى التى ظهرت وحقيقة النبأ عليها ختمت بل الامر قائم على حاله"

(انجام آتھم صفحہ ۲۲۲)

پھر میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ یہ معاملہ اسی حد تک ختم ہو گیا۔ اور آخری نتیجہ یہی تھا۔ جو ظاہر ہوا۔ اور پیشگوئی کی حقیقت یہیں پر ختم ہو گئی بلکہ معاملہ اپنے حال پر قائم ہے۔

اور کہتے ہیں۔ دیکھو مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں۔ معاملہ سلطان محمد کے توبہ کرنے پر ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ اپنی پہلی حالت پر قائم ہے۔

مگر یاد رہے۔ ہم بھی یہ نہیں کہتے کہ قضیہ یہیں پر ختم ہو گیا کہ سلطان محمد نے توبہ کی اور بچ گیا بلکہ معاملہ آگے چلتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسی انجام آتھم کے صفحہ ۳۲ حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے:۔

"فیصلہ تو آسان ہے۔ احمد بیگ کے داماد سلطان محمد سے کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے۔ پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالیٰ مقرر کرے۔ اگر اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں۔ صاف ظاہر ہے کہ آتھم کی پیشگوئی اور محمدی بیگم والی پیشگوئی میں تین شخصوں کی موت کی خبر دی گئی تھی۔ سو ان میں سے دو تو فوت ہو چکے ہیں۔ صرف ایک باقی ہے۔ سو اس ایک کا انتظار کرو۔ اور ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی آ جائے۔ کہ اس کو بیباک کر دے۔ سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اسے بیباک اور مکذب بناؤ۔ اور اس سے اشتہار دلاؤ۔ اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔" (انجام آتھم صفحہ ۳۲ حاشیہ)

عبدالرحمٰن خادم از گجرات

لنڈن کی عیسائی دنیا میں طوفان خیز تلاطم

لنڈن کی عیسائی دنیا میں ایک تلاطم بپا ہے۔ میں اگر غلطی نہیں کرتا۔ تو کسی پہلی چٹھی میں میں نے ذکر کیا تھا۔ کہ مختلف اور متعدد بشپوں کی ایک کمیٹی دعا کی کتاب کی ترمیم و اصلاح کے لئے بیٹھی ہے۔ اس کمیٹی نے اپنا کام ختم کر کے نماز کی کتاب کو ترمیم و تبدیل کر دیا ہے۔ اس ترمیم پر لنڈن کی مذہبی دنیا میں ایک طوفان بپا ہے۔ اور ملک کے بڑے بڑے اخبارات نے عجیب عجیب آرٹیکل اس پر لکھے ہیں۔ عموماً لوگ اس ترمیم کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور اس کو عیسائیت کی شکست قرار دیتے ہیں۔

قدرتی طور پر لوگوں میں اس سے بے چینی پیدا ہونی چاہیئے تھی اور وہ ہو گئی۔ عام لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں۔ کہ اگر یہ خدا کی طرف سے مذہب تھا۔ اور یہ دعا کی کتاب جو تین سو برس سے ہمارے اندر رائج چلی آتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کی بنا پر ترتیب دی گئی تھی۔ تو اس میں ترمیم کی کیا ضرورت تھی؟ بشپوں کی کمیٹی جب ترمیم کے لئے بیٹھی۔ تو اس وقت بھی لوگوں نے مظاہرہ کیا۔ اور اس مکان پر جا کر جہاں اجلاس ہو رہا تھا شور مچایا کہ ہم کو ترمیم کی ضرورت نہیں۔ مگر وہاں کون اس آواز کو سنتا تھا۔ باوجود مخالفت کے انہوں نے اس کو ترمیم کر دیا۔ بعض بشپوں کا رویہ بھی اس ترمیم کے خلاف تھا۔ اور انہوں نے زبردست پروٹسٹ کیا۔ لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ چونکہ لوگوں کو مذہب سے دلچسپی نہیں رہی۔ اور نماز کی کتاب پر بعض اعتراضات ہوتے تھے۔ اس لئے بشپوں نے ان اعتراضات سے بچنے کے لئے اور عیسائیت سے متنفر ہونے والی جماعت کو بعض سہولتوں کے دیئے جانے کی ضرورت محسوس کر کے اس کتاب کو ترمیم کر ڈالا۔ اور اس کا پہلا ایڈیشن تیار ہونے سے پہلے ہی بک بھی گیا۔ مگر یہ ترمیم انشاء اللہ حاملان دین پولوسیت کو بہت مہنگی پڑے گی۔ ان کا خیال تو یہ تھا۔ کہ اس ترمیم سے ہم عام رائے کی خوشنودی حاصل کر لینگے۔ اور چونکہ اس میں بہت اختصار ہو گیا ہے۔ اب گرجوں میں بے شمار مخلوق آنے لگے گی۔ مگر خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم کا مضمون ہو گیا ہے۔ اور اب الٹی آنتیں گلے پڑ گئیں۔

اس نماز کی کتاب کی ترمیم پر نہایت مبسوط اور دلچسپ مضامین لکھے جا سکتے ہیں۔ اور میں اسے اپنے اہل قلم دوستوں کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ مجھ کو مختصر طور پر ان اثرات کو دکھانا ہے۔ جو اس ترمیم سے پیدا ہوئے ہیں۔

میں نے اپنی کسی پہلی چٹھی میں ایک واقعہ لکھا تھا کہ ایک پادری صاحب نے اپنے گرجا کی رونق بڑھانے کے لئے اپنی مقامی میونسپلٹی پر اعتراض کیا۔ اور گرجا میں بحث شروع ہو گئی جس سے بیسوی بیپٹ کی وقعت کو صدمہ پہنچا۔ اور اب اس ترمیم کی عملی صورت نے اختلاف اور منازعت کی بنیاد رکھ دی ہے اگرچہ اس ترمیم کی ابھی باضابطہ منظوری نہیں ہوئی۔ لیکن ترمیم کے ایک دلدادہ اور شوقین پادری صاحب نے اس پر سب سے پہلے عمل کرنے کا معجزہ دکھانا چاہا۔ اور نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گرجا اچھا خاصہ اکھاڑہ بن گیا۔ ایک نوجوان نے علی الاعلان حاضرین کے سامنے اس پر اعتراض کیا۔ اسے خاموش رہنے کے لئے کہا گیا۔ مگر وہ کب سنتا تھا۔ آخر اسے حکم دیا گیا۔ کہ تم گرجا سے باہر چلے جاؤ۔ یہ خدا کے گھر کی کیفیت ہے۔ کسی کو کیا حق ہے کہ کسی کو اس میں سے نکل جانے کے لئے کہے۔

میرا اپنا واقعہ

اسی سلسلہ میں مجھے اپنا ایک ذاتی تجربہ بیان کر دینا بھی دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ لنڈن کے بشپ صاحب کی جوبلی سینٹ پال کے گرجا میں منائی جا رہی تھی۔ اور انہوں نے اپنے مبلغین (پادریوں) کو مدعو کر کے ایک تقریر کرنی تھی۔ میں بھی اس تقریب پر لنڈن کے سینٹ پال کے گرجا کو گیا۔ یہ گرجا ہر وقت خصوصیت سے میرے زیر نظر رہتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے ورود لنڈن کے دن وہاں پہنچ کر دعا کی تھی۔ اور یہ دعا اپنے اثرات اور نتائج کو انشاء اللہ کسی وقت دکھائے گی۔

غرض جب میں وہاں پہنچا۔ تو بہت بڑا ہجوم اور اژدہام تھا۔ میں کسی نہ کسی طرح دروازہ پر پہنچ گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ عیسائیوں کے مسلّمہ "خدا کے گھر" کے دروازوں پر چوڑے بڑے دراز دامن پادریوں کا پہرہ ہے۔ میں نے اندر جانے کی کوشش کرنی چاہی۔ مگر مجھے اندر جانے سے روک دیا گیا۔

میں نے دربان پادری صاحب سے کہا۔ کہ صاحب یہ خدا کا گھر ہے یا بشپ صاحب کا اپنا گھر ہے۔ کہ وہ اندر جس کو چاہیں جانے دیں۔ اور جس کو چاہیں نہ جانے دیں میرے اس قسم کے سوالات کا جواب کسی کے پاس کیا تھا بجز اس کے کہ شرمندہ ہوں۔ جو لوگ میرے قریب تھے اور میرے اندر گھسنے کی کوشش کو دیکھتے اور میرے مکالمات کو سنتے تھے، وہ ہنستے تھے۔ بہر حال یہ خدائی ٹھیکہ دار ابھی ان دوکانوں کے اندر جس کو چاہتے ہیں۔ جانے دیتے ہیں۔ ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے بھی اپنی مساجد کو اپنی ذاتی ملکیت اور دوکانیں بنا رکھا ہے کہ وہ دوسروں پر عبادت کے دروازے بند کر دیتے ہیں

القصہ پادری صاحب اپنے مخالف نوجوان کا تسلی بخش جواب تو نہ دے سکے۔ اور بالواسطہ کوشش کی۔ کہ وہ نکل جائے مگر نوجوان اس کی کب سنتا تھا۔ اس نے اپنی بیزاری کا اعلان کیا۔ اور صاف الفاظ میں اسے ناجائز قرار دیا۔ ایک اور شخص نے اس کو کہا۔ کہ آپ نے پروٹسٹ تو کر ہی دیا ہے اور اب آپ کو اس سے مطمئن ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ اس پر وہ خود بخود پروٹسٹ کے طور پر نکل کر چلا گیا۔

پادری صاحب نے یہ سمجھ کر کہ اب مخلصی ہوئی۔ پھر سلسلہ کلام شروع کیا ہی تھا۔ کہ ایک نوجوان عورت کھڑی ہو گئی۔ اور اس نے چلا کر کہا۔ کہ میں بھی اس کے خلاف پروٹسٹ کرتی ہوں نماز کی کتاب میں یہ ترمیم و تبدیل دوسرے الفاظ میں عقائد اور مذہبی اصولوں کی تبدیلی ہے۔

یہ پروٹسٹ باآواز بلند کر کے وہ بھی ایک شان کے ساتھ گرجا سے نکل گئی۔ لنڈن کے لارڈ میئر اور ان کی بیوی بھی گرجا میں تھے۔ یہ نظارہ دیکھ کر وہ بھی اٹھے۔ اور چپکے سے نکل کھڑے ہوئے۔ جب ان سے جانے کا سبب پوچھا گیا۔ تو کہا میری بیوی کی طبیعت ناساز ہے۔ ٹھیک اسی وقت بیوی کی طبیعت کا ناساز ہو جانا حیرت انگیز امر ہو سکتا ہے۔ میں اس کو بہانہ قرار نہیں دیتا۔ ممکن ہے۔ یہی صحیح ہو۔ لیکن اس میں شبہ نہیں۔ کہ اس ترمیم نے ایک شور برپا کر دیا ہے۔ میں احمدی جماعت کے لئے ان دنوں کو ایام بہار یقین کرتا ہوں۔ لیکن یہ بہار ہمارے لئے موسم بہار تب ہی ہو سکتی ہے۔ کہ اس قسم کی تحریکوں سے ہم فائدہ اٹھائیں۔ اور اگر صرف ان پر سے یونہی تماشائی کے طور پر گذر جائیں۔ تو بجز افسوس اور کیا ہو گا یہ موقعہ ہے۔ کہ اس تبدیلی پر ایک چھوٹا سا پمفلٹ شائع ہو جائے۔ لیکن سوال ہے۔ کون لکھے۔ اور کون شائع کرائے۔

عرفانی از لنڈن۔

جناب عرفانی صاحب کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ وہ عنقریب ولایت سے روانہ ہونے والے ہیں۔ اور حج کی سعادت حاصل کرنے کے علاوہ مدینہ منورہ بھی جائینگے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ وہ جماعت کی بہتری اور دلچسپی کے لئے ارض مقدس کے حالات، یورپ کے حالات سے بھی زیادہ تفصیل سے رقم فرما کر الفضل میں بھیجیں گے۔

احباب ان کی کامیابی اور بخیریت واپسی کے لئے ضرور دعا کرتے رہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

478

رشتوں ناطوں کے متعلق ایک نہایت ضروری اعلان

جب سے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے حکم کے ماتحت نظارت تعلیم و تربیت کا چارج لیا ہے۔ جماعت کی تربیت کے سوال کے متعلق جو بات سب سے زیادہ نازک صورت میں میرے نوٹس میں آئی ہے۔ وہ غیر احمدیوں کو رشتہ نہ دینے کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ اگر اس جہت سے دیکھا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کا حکم ہے۔ کہ کوئی احمدی اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کے ساتھ نہ بیاہے۔ تو نہایت واضح اور صاف ہے۔ اور اس میں کسی پیچیدگی کی گنجائش نہیں لیکن دوسری طرف ملک کے تمدن اور موجودہ حالت پر نگاہ ڈالی جائے۔ تو یہ مسئلہ ایک بہت ہی نازک اور مشکل سوال ہے۔ جس کے کامل حل کے لئے ابھی تک مجھے کوئی خاطر خواہ تدبیر نہیں سوجھی۔ قومیت کا سوال امارت و غربت کا سوال طریق و تمدن کا سوال۔ طبائع کے ملنے کا سوال۔ پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے دوسرے رشتہ کا سوال۔ لڑکے اور لڑکی کی تعلیم کا سوال۔ وطن کی دوری کا سوال وغیرہ ذالک یہ ایسی باتیں ہیں۔ جو ہماری موجودہ ذہنیت کے لحاظ سے ہمارے دل و دماغ کا حصہ ہیں۔ اور ہم بغیر ایک غیر معمولی مجاہدہ کے اس بات کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ کہ غیر قوم میں رشتہ دیں۔ اگر امیر ہوں۔ تو غریب کو رشتہ دیں۔ اپنے طریق و تمدن سے مختلف طریق و تمدن والے کو رشتہ دیں جہاں طبیعت نہ ملتی ہو۔ وہاں رشتہ دیں۔ سوکن پر رشتہ دیں۔ غیر تعلیم یافتہ کو رشتہ دیں۔ اور اپنے وطن سے دور رشتہ دیں حالانکہ ان روکوں میں سے کم از کم بعض ہرگز حقیقی روکیں نہیں ہیں۔ بلکہ یونہی رسم و رواج کے نتیجہ میں قائم ہو گئی ہیں۔ لیکن چونکہ رسم و رواج کی طاقت دنیا کی بہت بڑی طاقتوں میں سے ایک طاقت ہے۔ اس لئے ہم اس کے سامنے اپنے آپ کو بے دست و پا محسوس کرتے ہیں۔

دوسری طرف جماعت کا حلقہ ابھی تک بہت تنگ ہے۔ جس میں ہر شخص کے حسب پسند رشتہ مل جانا قطعاً ناممکن ہے۔ پس جب تک جماعت کا حلقہ کافی وسعت نہیں پا جاتا۔ یا جب تک ہماری ذہنیت نہیں بدلتی۔ ہم اصول تمدن کے ماتحت اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں سوچ سکتے۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے صرف ایک ہی حل ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہم کو پہنچا ہے۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ ہم اس حکم کی فرمانبرداری کریں۔ اور اس کے مقابلہ میں کسی روک کو اپنی نظر میں نہ لائیں۔ ایک شخص نے ہمارے سامنے خدا کی طرف سے آنے کا دعویٰ کیا۔ ہم نے اس کے دعوے کا امتحان کیا۔ اور اسے سچا پایا۔ اور ہم اس کے ہاتھ پر بک گئے۔ اب ہم خدا کے گھر کے غلام ہیں۔ اور ہماری سب چیزیں خدا کی ہیں۔ اور ہم کو ان کے متعلق صرف اتنا ہی اختیار ہے جتنا ایک نوکر کو اپنے آقا کے مال کے متعلق ہوتا ہے۔ ہماری لڑکیاں خدا کی باندیاں ہیں۔ اور ہم خدا کی طرف سے ان کے محافظ اور نگران ہیں۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اگر گھر کا مالک ہمیں کہتا ہے۔ کہ میری فلاں باندی فلاں شخص کے حوالہ کر دو۔ تو ہمارا کیا حق ہے۔ کہ ہم ان سوالات میں پڑیں کہ یہ باندی اس قوم کی نہیں جس قوم کا وہ شخص ہے۔ یا یہ کہ وہ شخص غریب ہے۔ یا یہ کہ اسکا تمدن اچھا نہیں۔ یا تعلیم اچھی نہیں یا یا یہ کہ اسکے پاس پہلے بھی ایک خدا کے گھر کی باندی موجود ہے۔ ان باتوں کو سوچنا ہمارے مالک کا کام ہے۔ ہمارا کام نہیں ہے۔ ہمارا کام اطاعت ہے۔ ہاں جس حد تک مالک ہمیں اختیار دیتا ہے۔ اس حد تک سوچ بچار کا ہمارا حق ہے لیکن اس سے آگے نہیں۔ مثلاً مالک کہتا ہے۔ کہ ان دس آدمیوں میں سے کسی ایک کو جسے تم بہتر سمجھو۔ میری یہ چیز دیدو۔ پس ان دس کے اندر تو ہمیں انتخاب کا حق ہوگا۔ مگر ان سے باہر ہرگز نہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس وقت تک اس حل کے سوائے ہمارے پاس اس مسئلہ کا کوئی اور حل نہیں ہے۔ اور سوچیں۔ تو اس حل سے بڑھکر اور کوئی حل ممکن ہی نہیں غضب کی بات ہے۔ مال خدا کا ہو۔ اور ہم اسکی تقسیم میں حکم اپنا چلائیں۔ اس سے بڑھکر کیا جہالت ہوگی۔ بلکہ یہ صرف جہالت ہی نہیں۔ خیانت مجرمانہ ہے۔ اردو میں ایک مثل ہے۔ "ماں سے زیادہ چاہے۔ کٹنی کہلائے"۔ ہم بھی اپنی جہالت سے خدا سے بھی زیادہ اپنی اولاد کے خیر خواہ بننا چاہتے ہیں۔

پس میرے دوستو! کم از کم فی الحال اس سوال کو تمدنی سوال نہ سمجھو۔ بلکہ ایک مذہبی سوال سمجھو۔ کیونکہ جب تک آپ اس کو تمدنیات کی روشنی میں دیکھتے رہیں گے۔ یہ حل نہیں ہوگا۔ ہاں مذہب کی روشنی میں دیکھیں۔ تو یہ سوال پہلے سے ہی حل شدہ ہے۔ اور وہ یہ کہ ہماری لڑکیاں خدا کا مال ہیں اس نے جس طرح حکم دیا۔ ہم نے اس مال کی تقسیم کر دی۔ اور احمدی لڑکیوں کو بھی اسی روشنی میں اس سوال کو لینا چاہیئے۔ کہ ہم سب خدا کی لونڈی غلام ہیں۔ وہ جس راستہ پر ہمیں ڈالتا ہے ہمارا فرض ہے۔ کہ اس رستہ پر چلیں۔ اور وہی ہمارے واسطے مبارک بھی ہے۔ کیونکہ ہمارا خدا صرف مالک ہی نہیں۔ بلکہ حکیم علیم۔ رحیم بھی ہے۔ پس اس نے جو حکم دیا ہے۔ وہ ہماری حقیقی ضرورت کو جانتے ہوئے ہمارے فائدہ کے لئے دیا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر جماعت اس ذہنیت پر قائم ہو جاوے گی جو میں نے بیان کی ہے۔ تو خدا کے فضل سے ان کی تمدنی مشکلات بھی دور ہو جائیگی۔ دراصل ہماری مشکلات خدا کی طرف سے ایک آزمائش ہیں۔ ہمیں ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کہ ہم اس آزمائش میں لغزش نہ کھا جائیں۔ برادران ذرا غور تو کریں۔ کہ خدا کے حکم کے آگے بھلا یہ باتیں بھی کوئی روک ہیں۔ کہ ہم سید ہیں اور لڑکا سید نہیں۔ ہم راجپوت ہیں۔ اور لڑکا راجپوت نہیں ہم جاٹ ہیں۔ اور لڑکا جاٹ نہیں۔ ہم ککے زئی ہیں۔ اور لڑکا ککے زئی نہیں۔ ہم مغل ہیں۔ اور لڑکا مغل نہیں۔ ہم پٹھان ہیں۔ اور لڑکا پٹھان نہیں۔ یا یہ کہ ہم کھاتے پیتے ہیں۔ اور لڑکا نسبتاً غریب ہے۔ وغیرہ ذالک۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے ایک نو مسلم چوہڑا جو احمدی ہے۔ ایک نجیب آبا زادہ سے اچھا ہے۔ جو خدا کے مسیح کا منکر ہے۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ یہاں تو اچھے برے کا سوال ہی نہیں۔ بلکہ سوال صرف یہ ہے۔ کہ ہمارے پاس خدا کی ایک امانت ہے۔ اور خدا کہتا ہے۔ کہ یہ امانت اس اس طرح خرچ کرو۔ کیا ہمارے پاس کسی کا روپیہ رکھا ہو اور وہ ہمیں ہدایت دے۔ کہ میرا یہ روپیہ فلاں چوہڑے کو دیدو۔ تو ہمیں یہ حق ہو سکتا ہے۔ کہ ہم آگے سے یہ جواب دیں۔ کہ نہیں ہم تو یہ روپیہ فلاں رئیس کو دیں گے۔ یہ خائنوں کی باتیں ہیں جنہیں کوئی دیانتدار شخص زبان پر نہیں لا سکتا۔ پس میں ہر احمدی سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ آج سے اس سوال کو ایک مذہبی سوال سمجھیگا۔ اور کوئی تمدنی روک اسے اپنے راستہ سے ہٹا نہیں سکیگی۔ قومیں ہمیشہ قربانیوں سے بنتی ہیں۔ اور وہ ہرگز قوم نہیں کہلا سکتی۔ جس کے افراد قربانی کی روح اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور قربانی کا اصل الاصول یہ ہے۔ کہ جب دو چیزیں ایک دوسرے کے مقابلہ پر آجائیں۔ تو چھوٹی چیز کو بڑی چیز پر قربان کر دو۔ میں اعلان ہذا کے ذریعہ سب جماعتوں کے سیکرٹریوں۔ بلکہ جماعت کے جملہ افراد کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ آئندہ ان کمزوریوں کا سختی کے ساتھ مقابلہ کریں۔ خود اس لغزش سے بچیں۔ اور دوسروں کو روکیں۔ آئندہ اس معاملہ میں درگذر سے کام نہیں لیا جائے گا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ایسے شخص کو جماعت میں شمار کرنے کی اجازت دیں۔ جو خدا کی امانت میں خیانت مجرمانہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام

مرزا بشیر احمد۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتحاد بین المسلمین اور مسئلہ تکفیر

(از عبد الرحیم نیر)

ہم پر فتویٰ الکفر

جماعت احمدیہ لاہور کے سالانہ جلسہ پر سلسلہ تقاریر شروع ہونے سے نزدیک قبل جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے "اتحاد بین المسلمین" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بقول اخبار پیغام صلح لاہور فرمایا۔

"ہم کسی اہل قبلہ کے مکفر کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ ہم قادیان کے احمدیوں کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھتے۔ کیونکہ وہ بھی اہل قبلہ کے مکفر ہیں"۔

اخبار پیغام صلح نے خواجہ صاحب کے لہجہ اور الفاظ کو مہذبانہ پیرایہ میں اور تقریر کو اپنے ڈھب پر مرتب کر کے شائع کیا ہے ورنہ خواجہ صاحب موصوف نے جیسا کہ انگریزی اخبار لائٹ میں انکی تقریر کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ ہماری جماعت کو متنفر انگیز طور پر "قادیانی" کے لفظ سے یاد کیا۔ اور جیسا کہ زبانی رپورٹ سے معلوم ہوا آپ نے ہماری جماعت کی نسبت دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہوں" کا ارشاد فرمایا۔

اگر صرف خواجہ صاحب کی ذات کا معاملہ ہوتا۔ تو ہم اسے توجہ کے قابل نہ سمجھتے۔ مگر ہمارے غیر مبایع دوستوں کے اخبارات (لائٹ انگریزی اور پیغام صلح اردو) نے اس تقریر کو خاص وقعت سے شائع کر کے اس سے اتفاق رائے کیا ہے۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں۔ کہ غیر مبایع حضرات کے نزدیک "اہل قبلہ کا مکفر کفر کے فتوے سے خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور قادیان کے احمدی چونکہ اہل قبلہ کے مکفر ہیں۔ لہذا کافر ہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز ناجائز اور کہ مسلمانوں کے اتحاد میں وہ شامل نہیں ہو سکتے۔

خواجہ صاحب کا جواب

لاہور کے جلسہ میں جو تقاریر ہوئیں ان میں اول حضرت مولانا حافظ روشن علی صاحب نے فرمایا "ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔ البتہ لوگوں کے اپنے اقرار کی ہم تصدیق کر دیتے ہیں"۔

اس میں سمجھدار لوگوں کے لئے کافی جواب تھا۔ اس کے بعد ۲۵ فروری کو عاجز نیر نے دوران تقریر میں خواجہ صاحب کے حملوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو اتحاد کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے عرض کیا۔ کہ "اگر آپ کو اس ملک میں عزت سے رہنا ہے۔ تو خدا کے نام پر متحد ہو جاؤ۔ میں قادیانی ہوں۔ اور قادیانی ہونا باعث فخر سمجھتا ہوں۔ آپ میرے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ مگر آپ اختلافات کو بھول جائیں۔ آپ کے عقیدہ کی رو سے خواہ کوئی مسلمان ہو یا نہ ہو۔ تاہم ہمارے مفاد اس وقت تقاضا کرتے ہیں۔ کہ جو اپنے تئیں مسلمان کہے ہم اسے مسلمان مانیں۔

میرا عقیدہ

ان فقرات میں خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ مقدس قادیان ہمیں عزیز ہے جس پاک قادیانی نام سے فائدہ اٹھا کر عزت حاصل کر کے آپ ہتک کرتے ہیں۔ وہ ہمارے لئے قابل فخر ہے۔ جن عقائد کو آپ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اپنی طرف منسوب کرنا نہیں چاہتے وہی عقائد شریعت اسلام کی رو سے حقیقی مذہب اور اسلام کی جان ہیں۔ علمائے اسلام کا مسلّمہ عقیدہ ہے۔ کہ آنیوالا مسیح موعود نبی اللہ ہے۔ اور کہ اس کا منکر مسلمان نہیں۔ ہمارے نزدیک برگزیدہ رسول اسلام کا موعود پہلوان سیدنا حضرت احمد قادیانی فداہ ابی و امی کل ادیان کا موعود ہے۔ اور اس کا منکر مذہباً مسلمان نہیں۔ اس دور خسروی کے آغاز پر یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں مسلمان کو مسلمان کرنے کی ضرورت ہے۔

چو دورِ خسروی آغاز کردند۔
مسلماں را مسلماں باز کردند۔

پس مذہباً ہم ضرورت سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو مسلمان کریں۔ اور اس غرض کے لئے ضرورت اور اشد ضرورت ہے کہ انکی حفاظت کی جائے۔ اور دشمن کے پنجہ سے بچایا جائے۔ مسیح آیا تا جو کچھ کھویا جا چکا ہے۔ اسے تلاش کرے۔ اور بچائے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اختلافات ہیں۔ افتراق ہے۔ بیدینی ہے۔ اور ما بقی من الاسلام الا اسمہ کے مطابق صرف مسلمان نام کے رہ گئے ہیں۔ لہٰذا اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کیلئے ضرورت ہے۔ کہ خواجہ صاحب اور آپ کے ہم عقیدہ لوگ "میرے پیچھے نماز نہ پڑھیں"۔ مجھے کافر سمجھیں۔ اور اپنے عقیدہ کی رو سے خواہ مجھے مسلمان نہ سمجھیں۔ مگر ہمارے مفاد اس وقت تقاضا کرتے ہیں۔ کہ سیاستاً جو شخص اپنے تئیں مسلمان کہے۔ اسے ہم مسلمان مانیں"۔

صحیح راستہ اتحاد

محولہ بالا تشریح کو اگر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر بریڈلا ہال لاہور کی روشنی میں دیکھا جائے۔ تو پھر دنیا پر ہماری پوزیشن صاف ہے۔ میں نے لاہور کی تقریر کے دوران میں کہا تھا۔

"مجھے خوشامد کی ضرورت نہیں۔ اور نہ میں آپ سے روپیہ لینے کے لئے اپیل کر رہا ہوں"۔

دینی خدمات سنانے سے ہماری غرض یہ ہے۔ کہ محبان اسلام کو خوشی ہو۔ کہ جب وقت دشمن چاروں طرف سے اسلام کے مٹانے کی فکر میں ہے۔ اس وقت اس نے حفاظت و اشاعت اسلام کے سامان پیدا کر دئے ہیں۔

پس نہ ہم نے کسی کو خوش کرنے کے لئے مداہنت سے کچھ کہا۔ اور نہ کہنے کے عادی ہیں۔ جو لوگ ہم کو کافر سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھیں۔ مگر مسلمان قوم کے مفاد حفاظت کے لئے موقعہ شناسی اور عقلمندی سے کام لیکر اختلاف کا اعتراف کر کے اور رواداری سے کام لیکر اتحاد کریں۔ یہی ایک صحیح راستہ ہے۔

خلافت احمدیہ اور مبلغین

پیغام صلح نوٹ فرمائے۔ کہ اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے عام احمدیوں کو بعض فروعی امور میں اختلاف کی اجازت دی ہے۔ لیکن کوئی مبلغ خلیفہ سے عقائد میں اختلاف رکھکر دیانتداری سے تبلیغ کا کارکن نہیں رہ سکتا۔ اور میں بفضلہ دیانتدار خادم اسلام ہوں۔ اور سیدنا محمود کی کفش برداری کو فخر سمجھکر آج سومنات کے بتوں کو توڑنے کے لئے یقین رکھتا ہوں۔ کہ لوائے محمود کے ماتحت جمع ہو کر جو اتحاد بین المسلمین ہوگا۔ وہی کارآمد ہو سکے گا۔

ہمارے دوست رجوع کریں

مجھے رنج ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ مسلمانوں کا فہیم طبقہ اس طرف مائل ہے۔ کہ صحیح طریق اتحاد پیدا کیا جائے۔ اور ہمارے طریق کو جسکے سوا اور کوئی درست راستہ نہیں۔ پسند بھی کیا جا رہا ہے۔ ایسے وقت شیرازہ قوم کو بکھیرنے کی نامناسب کوشش کی گئی ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ اس سے رجوع کیا جائیگا۔

ذکرِ الٰہی

ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ بعد نماز مغرب ہم چند آدمی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے کلمات طیبات سے محظوظ ہو رہے تھے۔ مجلس ختم ہونے کے بعد حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا۔ آج تم نے مغرب اور عشاء کے درمیان کیا کام کیا۔ میں نے عرض کی۔ میں حضرت اقدس کے کلمات طیبات بغور سنتا رہا۔ آپ نے پوچھا۔ اس کے علاوہ اور کیا کیا؟ میں نے عرض کی۔ اور میں کیا کر سکتا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے تو اور بھی کام کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ میں نے پانچ سو مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھا۔ اور ساتھ ساتھ حضرت صاحب کی باتیں بھی سنتا گیا۔ اس ماجرا کا مجھ پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ اور خیال کیا۔ کہ اولیاء اللہ کس قدر ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ تب سے میں نے یہ دستور العمل بنا لیا ہے۔ کہ جب کبھی گھر میں دستی کام کرنا ہوتا ہے۔ یا جبکہ کوئی سفر یا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے۔ اپنی زبان ذکر الٰہی سے تر رکھتا ہوں۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ انسان کی عمر بہت تھوڑی ہے۔ اس میں جتنے زیادہ اعمال صالح کر سکے۔ اتنے ہی کرنے چاہئیں۔

ماسٹر عبد الرحمٰن۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور آریہ سماج

پروفیسر رام دیو صاحب کے لیکچر پر نظر

(نمبر ۴)

ویدوں کے متعلق خود آریوں کی رائیں

اگر مسلمان کہلانے والوں میں سے سید امیر علی صاحب نے اسلام کے کسی مسئلہ سے اختلاف کیا ہے یا مسٹر خدا بخش نے قرآن کریم کے الہامی ہونے سے انکار کیا۔ تو اس کے بالمقابل خود آریہ سماج میں بہت سے ایسے لوگ موجود تھے اور ہیں جو ویدک سدھانتوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں سے بھی سماج خالی نہیں۔ جو ویدوں کے منکر ہیں۔ امید ہے جناب پروفیسر صاحب اور ان کے ہمنوا ذیل کے بیانات پوری توجہ سے پڑھیں گے ؛

اخبار کاہنور گزٹ کی رائے "آریہ سماج میں اگر ایک شخص جنم سے ورن ویوستھا مانتا ہے۔ تو دوسرا نیوگ سے صاف منکر ہے۔ تیسرا اگر ویدوں میں جادو ٹونا ظاہر کرتا ہے۔ تو چوتھا سوامی دیانند جی کے وید بھاشیہ کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اس پر طرہ یہ ہے۔ کہ وہ اصحاب آریہ سماج کے عہدہ داروں میں شامل کئے جاتے ہیں" (الفضل ۱۳ر دسمبر ۱۹۲۲ء)

اب ہم یہ دکھلاتے ہیں۔ کہ آریہ سماج کے بڑے بڑے معزز عہدوں پر متمکن لوگ ویدوں کے منکر ہیں۔

لالہ لاجپت رائے یہ وہ شخص ہیں۔ جو ایک زمانہ تھا۔ کہ بڑی بلند آہنگی کے ساتھ ویدوں کے الہامی ہونے کا نعرہ بلند کیا کرتے تھے۔ اور اس مسئلہ پر ایک مفصل رسالہ بھی لکھا تھا۔ مگر جب یورپ کی سیر و سیاحت سے واپس آئے۔ تو ویدوں کے متعلق کہدیا۔ کہ وید اب ہدایت کا کام نہیں دے سکتے۔ اور میں انہیں الہامی نہیں مانتا۔ حوالہ کے لئے دیکھئے اخبار ہمالہ ۱۳ر مئی ۱۹۲۰ء اور اخبار پرکاش ۱۳ر جون ۱۹۲۰ء صفحہ ۸)

یہی نہیں کہ صرف ایک ہی سماجی لیڈر ویدوں سے انکار کر بیٹھے بلکہ بقول ایڈیٹر لائٹ گزٹ لاہور میں صرف لالہ جی ہی ویدوں کو الہامی ماننے سے انکاری نہیں۔ بلکہ اور بہت سے اصحاب بھی جو آریہ سماج کے لیڈر سمجھے جاتے ہیں۔ اور بعض آریہ سماجی اخبار نویس بھی ویدوں کو الہامی نہیں مانتے" الخ

چونکہ یہ حقیقت تھی۔ اس لئے ایڈیٹر پرکاش نے بجائے تردید کرنے کے کھسیانہ ہوکر کہہ دیا۔

"لائٹ گزٹ کو اس بات سے بھاری خوشی ہے۔ کہ کچھ آریہ سماجی وید کو الہامی ماننے سے انکاری ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کے سامنے گرنتھ رکھکر دیکھو۔ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ جو شخص خود شیشہ کے مکان میں رہتے ہوں انہیں دوسروں پر پتھر نہ پھینکنے چاہئیں" (پرکاش ۱۳ر جون ۱۹۲۰ء)

خیر منکران وید سماجی حضرات گرنتھ صاحب کے متعلق جو چاہیں رائے دیں۔ مگر کم از کم یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ ویدوں کے ضرور منکر ہو چکے ہیں۔

ہم صرف ایڈیٹر صاحب لائٹ گزٹ کی گواہی اور ایڈیٹر پرکاش کی تصدیق پر ہی اکتفا نہ کرتے ہوئے آریہ سماج کے معزز لیڈر سوامی شردھانند صاحب کی گواہی درج ذیل کرتے ہیں۔ کہ یہ امر اچھی طرح ظاہر ہو جائے۔ کہ مسلمانوں میں اگر مسٹر خدا بخش قرآن کو رد کرنے والا ہے۔ تو آریہ سماج میں وید کے بالکل منکر ہیں۔

شری سوامی شردھانند کی گواہی "جو سوال آپ کے روبرو پیش کیا جاتا ہے وہ گوشت خوری کے سوال سے کئی درجہ بڑھ کر ہے۔ کیا ناستک یعنی ویدوں کو ایشور کرت نہ ماننے والے آریہ سماج کے لیڈر اور بڑے بڑے ادھیکاری (ذمہ وار عہدہ دار) ہو سکتے ہیں۔ ایک ادھیکاری مہاشہ سے کچھ عرصہ ہوا میں نے دریافت کیا۔ کہ آپ ویدوں کو ایشور کرت مانتے ہیں۔ جواب دیا جیسا دس اصولوں میں لکھا ہے۔ ویسا مانتا ہوں دیگر وید ایشور کرت ہیں۔ ایسا مطلب ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو سوال کا جواب ہاں ہونا چاہیئے۔ اور اگر صورت دوم ہے تو سوال کا جواب نفی۔ اکثر اصحاب کو سیدھا ہاں یا نہ کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ عموماً اس قسم کے جواب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا مجھکو ملا ہے۔

آپ سے سچ کہتا ہوں۔ کہ مجھکو کبھی خیال تک نہیں گذرا کہ اصولوں میں لفظ کرت نہ ہونے سے کچھ اور بھی اس کا مطلب ہو سکتا ہے۔ پس جبر پرش اس سوال کا جواب یہ نہ دیویں۔ کہ ہاں میں ویدوں کو ایشور کرت مانتا ہوں۔ ضرور اصولوں کے کچھ اور ارتھ (معنی) کرتے ہیں۔ اور ویدوں کو انہیں ایشور کرت ماننے میں تامل ہے۔ ویدوں کو ایشور کرت نہ ماننے والے ناستک ہیں۔ جب ایسے مہاشے سماج کے بڑے ممبر اور ادھیکاری ہو سکتے ہیں۔ تو کس کا مقدور ہے۔ کہ ماس بھکشن (گوشت خوری) ناجائز ٹھہرا۔ وید آریہ سماج کی بنیاد ہے۔ جب ویدوں کو ہی اڑا دیا تو مول (جڑ) کی عدم موجودگی میں شاخ پتے کہاں رہ سکتے ہیں ایسا ماننے والے ایک نہیں بلکہ اغلب ہے۔ کہ بہت سے ہوں"

(سیتہ دھرم پرچارک ۲ر اکتوبر ۱۹۱۲ء)

اخبار آریہ ویر راولپنڈی اس اخبار میں ایک سماجی نے لکھا تھا :

"سوشل سدھار کے اوچیت آسن پر براجمان ہونے کے کارن آریہ سماج میں وہ پرش بھی داخل ہو گئے۔ جنہیں وید پر شردھا (ایمان) نہ تھا۔ جو شہرت اور ہر دلعزیزی کے بھوکے تھے سماج میں مدتوں گھسے رہنے سے انہوں نے اپنے ہیرو (وید کے منکر) پیدا کر لئے۔ جو ان کی ہر ایک بات پر ستیہ جی مہاراج کہنے کو تیار رہنے لگے" (آریہ ویر ۶ر نومبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۱)

اخبار بھارت جالندھر کی گواہی "لوگ آریہ سماج کے کھمبہ سدھانت "وید ہی ایشور گیان ہے" سے پیچھے ہٹ رہے ہیں" (بھارت جالندھر ۱۱ر ... ۱۹۲۱ء)

آریہ گزٹ کی گواہی "ہمیں چند ایک معزز اور معمر پرشوں سے گفتگو کا موقعہ ملا۔ ان کی بات چیت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ اب آریہ سماج سے مایوس ہو چکے ہیں۔ جب ان سے اس مایوسی کی وجہ پوچھی گئی۔ تو انہوں نے بتلایا کہ نہ وید کا ترجمہ ہوتا ہے۔ اور نہ آریہ سماج نے بڑھنا ہے۔ اور اگر ترجمہ ہو بھی گیا۔ تو بھی ترقی کی کوئی امید نہیں کیونکہ آریہ سماج نے خود ویدوں کے عالم گورو کل سے نکالے ہیں۔ ان کی تحریریں بتاتی ہیں۔ کہ ویدوں میں کچھ بھی نہیں" (آریہ گزٹ ۲۴ جولائی ۱۹۱۳ء)

مہاشہ کرپال سنگھ صاحب ورما انہوں نے مہاشہ دھرم پال جی کی بعض تحریروں کو پڑھکر ۱۹۱۲ء میں جبکہ وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ لکھا تھا

"ایشور آپ کا بھلا کرے۔ کہ آپ نے سوامی دیانند جی کا جو طلسمی قلعہ اپنی جڑ سے ہلا دیا ...... میرا دل بھی تعصب سے زنگ خوردہ تھا۔ جبکہ میں آپ کی تحریروں کی قدر نہ کرتا تھا میرا دل سماجک تعلیم سے ایسا متعصب ہوا۔ کہ میں دوسرے بزرگوں کی سچی تعلیم کو بری نگاہ سے دیکھتا رہا۔ میں خوش ہونگا اگر آپ ویدوں کی اور زیادہ تحقیق کر کے اور سوامی دیانند جی کے بھاشیہ کی بنا پر اس امر کو ہمیشہ کے لئے پایہ ثبوت تک پہنچا دیں۔ کہ وید الہامی ہونے کے درجہ سے ساقط ہیں" (رسالہ اندر دسمبر ۱۹۱۲ء)

مہاشہ بلدیو سنگھ صاحب انہوں نے لکھا :۔ "ویدوں کو ہی انسانی ترقی کی انتہائی منزل قرار دینا ایک فاش غلطی ہے باوجود اس کے مجھے افسوس ہے۔ کہ بہت سے چنگے بھلے اور سمجھدار آدمی بھی

اس وہم میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ کہ وید ایشور گیان اور تمام علوم کا سرچشمہ ہیں۔ جو ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ مانا کہ ویدوں میں بعض اچھی اچھی باتیں مندرج ہیں۔ لیکن کیا پرانے زمانہ کے کہنہ اور زنگ آلودہ ہتھیار آئندہ زمانہ کی ترقی کن تمناؤں سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔" الخ (ر ص۱۲)

اور تو اور خود جناب پروفیسر رام دیو صاحب کا اقبال موجود ہے کہ آریہ سماج کے کئی ممبر ویدوں کے منکر ہیں۔ حوالہ درکار ہو۔ تو مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

پروفیسر رام دیو صاحب کی گواہی — پروفیسر صاحب ایڈیٹر پرکاش کو مخاطب کر کے رقمطراز ہیں

"مجھے اشچریہ (تعجب) اس بات کا ہے۔ کہ آپ اپنی آواز آریہ سماج کے ان خانہ زاد دشمنوں کے برخلاف کیوں نہیں اٹھاتے۔ جو وید کو نہ مانتے ہوئے آریہ سماجی بنے پھرتے ہیں اور سماج کو گھن کی طرح لگے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ پرماتما ہی جانتے ہیں۔ کہ کتنے کومل اور شردھالو آریہ سیوکوں کی جیون آدرش شردھا کے ناش کے لئے ذمہ وار ہیں۔ آریہ سماجی سمجھ کر لوگ ان کے پاس جاتے ہیں۔ اور وہ اپنی پراپیگنڈہ سے شردھا اس کو ڈھیلا کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کھلے طور پر مخالفت کریں۔ تو ان کے دام میں لوگ نہ پھنسیں۔ ایسے کئی آدمی ہیں۔ دو تو ایسے ہیں جنہوں نے میرے سامنے اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ وہ ویدوں کو ایشور یہ گیان نہیں مانتے۔ اور پھر بھی آئندہ سبھا لینے بیٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک تو رائے بہادر مولراج ایم اے ہیں جنہوں نے اپنے نظار بند (زبان مبارک) سے مجھے خود فرمایا تھا کہ وہ وید کو ایشوریہ گیان نہ کبھی مانتے تھے نہ اب مانتے ہیں۔ ... ... اور بھی چند مہاشہ ہیں۔"

(پرکاش ۱۳ جون سنہ ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۵)

اور بھی بہت سی شہادتیں اس قسم کی نقل کی جا سکتی ہیں۔ مگر یہ دکھلانے کیلئے کہ آریہ سماج میں اس قسم کے لوگ کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ جو نہ صرف بعض ویدک عقائد سے اختلاف رکھتے ہیں۔ بلکہ بنیادی اصول یعنی ویدوں کے الہام سے ہی منکر ہیں۔ اور یہ وہ امر ہے۔ جس کے ثابت ہو جانے پر پروفیسر رام دیو صاحب کو اقبال کر لینا چاہیئے۔ کہ نہ تو وید الہامی ہیں۔ اور نہ موجودہ وید اس زمانہ میں لوگوں کی حالت کو سدھار سکتے۔ اور ان کی زندگی کے مسائل میں رہبری کا کام دے سکتے ہیں۔ کیونکہ انہی کا اپنا قائم کردہ معیار ہے۔ اور وہی اس قسم کے معیار قائم کر کے اسلام اور قرآن کریم کو پرکھنا چاہتے اور انہیں عوام کے سامنے بے حقیقت شے ثابت کرنے کے لئے مستعد رہتے ہیں۔

خاکسار فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

شذرات

(رقم زدہ مفتی محمد صادق)

لائل پور لیکچر کے واسطے جاتے ہوئے راستہ میں امرتسر کے ملک صاحب خان صاحب نون ای اے سی سے ملاقات ہوئی انہوں نے ایک عجیب بات سنائی۔ فرمایا: میں درد گردہ سے سخت بیمار ہو گیا تھا۔ چار پانچ روز تک ڈاکٹری علاج کرتے رہے کچھ آرام نہ آیا۔ تکلیف ایسی سخت تھی۔ کہ بعض دفعہ ذل گھنٹہ کر ہی وقت معلوم ہوتا تھا۔ اچانک مجھے خیال آیا۔ کہ میں دعا کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو تار دوں۔ آدمی تار لیکر ڈاک خانہ گیا۔ ہنوز وہ تار دیکر واپس نہ آیا تھا کہ فوراً درد کو آرام ہو گیا۔ اور ایسا آرام ہوا۔ کہ میں ہاتھ لگا کر دیکھتا تھا۔ کہ درد کہاں تھا۔ اور کچھ پتہ نہ لگتا تھا۔ کہ درد تھا کہاں سبحان اللہ پاک لوگوں کے تعلقات میں کیا برکات ہیں۔ میرا اپنا تجربہ بارہا امریکہ میں بھی ہوا۔ کہ میں حالت علالت میں دعا کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو خط لکھتا تھا تو خط کے ڈاک میں ڈالنے کے وقت سے افاقہ شروع ہو جاتا تھا۔ خدا جب کسی سے پیار کرتا ہے۔ تو اپنے پیارے کی خاطر عجائبات دکھلاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ پر بھروسہ ہے۔ کہ اگر میں کسی امر پر قسم کھا لوں۔ تو خدا تعالیٰ اس کو ایسا ہی کرے۔ جس سے میری قسم سچی ہو جائے۔

ایکس ریز مشہور ہیں۔ جو معالجہ میں استعمال ہوتی ہیں۔ ایکس ریز سے طاقتور شعاعیں ایک ڈاکٹر نے دریافت کی تھیں۔ ان کا نام ملی کن ریز ہے۔ ملی کن ریز سے بھی بڑھکر طاقتور شعاعیں اب ڈاکٹر کولج نے دریافت کی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مرض سرطان کی بیخ کنی ان شعاعوں کے ذریعہ ہو سکیگی۔

رومانیا کی ملکہ میری صاحبہ سیر کے واسطے امریکہ تشریف لے گئی ہیں۔ وہاں ایک شہر کے ایک ہوٹل میں قیام پذیر ہوئیں۔ ہوٹل کے کھانے کے کمرہ میں جہاں ملکہ نے کھانے کے واسطے بیٹھنا تھا۔ اس کے پاس کی کرسی پر کون بیٹھے۔ اس پر ہوٹل میں منزل کرنیوالوں میں اختلاف ہوا۔ اور بالآخر وہ کرسی ایک امریکن دولت مند کو ملی جس نے ہوٹل کے مالک کو ایک ہزار ڈالر اس غرض کے واسطے دیا۔ ڈالر آج کل اڑھائی روپیہ کا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر فلوگر صاحب نے تحقیقات کی ہے کہ اپنے اصلی وزن سے موٹاپا ہر شخص کے واسطے مرض ہے۔ اگر یہ موٹاپا اسیر بھی ہو۔ تب بھی آدمی کی عمر گھٹا دیتا ہے۔ موٹاپا بھی ایک مرض ہے۔ اور اس کا نام ڈائی پر پیرا تھی رائے ڈزم ہے۔

یورپ میں ایک تحریک ہے کہ محصول چونگی بالکل موقوف کر دیا جائے جو مال جس ملک سے کوئی چاہے کسی دوسرے ملک میں لیجائے۔ کچھ محصول داخلہ ملک کے واسطے نہ لیا جائے۔

امریکہ کے ایک افسر محکمہ صحت ڈاکٹر بنڈیسین نام نے اعلان کیا ہے کہ کوئی ماں یا باپ اپنے بچے کو منہ پر پیار نہ کرے۔ اور نہ کسی غیر کو یہ اجازت دے۔ کہ وہ اس کے بچے کو پیار دے۔ اس پیار کے ذریعہ سے بڑوں اور بوڑھوں کی بہت سی بیماریاں بچے کے نازک جسم میں جلد اثر کر جاتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اکثر بچے چھوٹی عمر میں مر جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگر اپنے بچے کو بہرحال پیار دینا ہو۔ تو سر کی چوٹی پر پیار دے۔ اور کسی دوسرے کو ہرگز پیار دینے ہی نہ دے۔

معاونین جرائد سلسلہ

سن رائز

ملک نذیر احمد صاحب لاہور ۱۔ ملک اللہ دتہ صاحب پشاور ۲۔ چودہری مظفر الدین صاحب کلکتہ۔ سن رائز ۳۔ ریویو انگریزی ۱۔ محمد بشیر الدین صاحب راہلہ ہمیرپور ۱۔ شیخ نیاز محمد صاحب کراچی ۲۔ عبد السبحان صاحب سیدپور ۳۔ محمد فضل الٰہی صاحب سیالکوٹ سن رائز ۱۔ ریویو انگریزی ۱۔ محمد عبد اللہ صاحب شاہ پور ۱۔ علی حسن صاحب بریلی ۱۔ میاں دولت محمد صاحب کلکتہ ۱۔ شمس الدین صاحب رنگپور سن رائز ۱۱۔ ریویو انگریزی ۱۔ بابو عبد الغنی صاحب انبالہ ۳۔ مولا بخش صاحب حصار ۳۔ رسالدار محمد یعقوب خان صاحب کیمبل پور ۱۔ منظور علی شاکر صاحب علی گڈھ ۱۔ ریویو انگریزی ۱۔ عطاء اللہ صاحب لاہور ۸

ریویو اردو

احمد جان صاحب جودھپور ۱۔ شاہ محمد صاحب بکٹ گنج کیمبل پور ۱۔ اللہ دتا صاحب ہنادی بغداد ۱۔ محمد اکبر صاحب ڈیرہ غازیخان ۱۔ احمد گل صاحب بغداد ۱۔ احباب کی توجہ ریویو اردو کی طرف بہت کم ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء مبارک کے مطابق اس کے خریدار دس ہزار چاہئیں۔ مگر خریدار اتنے بھی نہیں۔ کہ اس کا خرچ ہی نکل سکے۔

احمدیہ گزٹ

قریباً ۲۹۰ انجمنیں ایسی ہیں جنہوں نے تا حال گزٹ کا چندہ ادا نہیں کیا۔ مہربانی کر کے سکرٹری صاحبان جلد تر اسی مہینے میں اپنے اپنے چندوں کے ساتھ دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں بھیجدیں ورنہ اگلے گزٹ میں نام شائع ہونگے۔ مصباح۔ چودہری برکت علی صاحب ۱۔ راجہ غلام محمد خان صاحب ایمرچہ کشمیر ۵۔ محترمہ نواب بیگم صاحب اہلیہ ڈاکٹر سید محمد یوسف صاحب دزداب ۲۔ شیخ عبد الغنی صاحب انبالہ شہر ۲۔ اہلیہ غلام رسول صاحب چانگریاں ۱۔ اہلیہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ۱

ناظم طبع و اشاعت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست نومبائعین

ہفتہ مختتمہ ۸ مارچ ۱۹۲۷ء

۶۲۳ - اوصاف علی خاں صاحب — لاہور
۶۲۴ - فتح الدین صاحب — ضلع فیروزپور
۶۲۵ - مسماۃ صاحبزادی صاحبہ — ؍ ؍
۶۲۶ - نور محمد صاحب — ؍ ؍
۶۲۷ - دین محمد صاحب — ؍ ؍
۶۲۸ - سردار محمد صاحب — ؍ سرگودہا
۶۲۹ - احمد دین صاحب — سیالکوٹ
۶۳۰ - ایک صاحب (مخفی)
۶۳۱ - محمد عالم صاحب — ضلع پشاور
۶۳۲ - محمد دین صاحب — ؍ گجرات
۶۳۳ - حافظ احمد دین صاحب — ؍ سیالکوٹ
۶۳۴ - اہلیہ ؍ ؍ — ؍ ؍
۶۳۵ - فضل الٰہی صاحب — ؍ شاہ پور
۶۳۶ - فضل الرحمن صاحب — ؍ بنگال
۶۳۷ - محمد اسحاق صاحب — چٹاگانگ
۶۳۸ - منشی قادر بخش صاحب — ؍
۶۳۹ - مہتاب الدین خاں صاحب — سلہٹ
۶۴۰ - عبدالرحمن خاں صاحب — نواکھالی
۶۴۱ - اچھیاں صاحب — چٹاگانگ
۶۴۲ - نورالنبی صاحب — ؍
۶۴۳ - نورالاسلام صاحب — ؍
۶۴۴ - انبیاء خاتون صاحبہ — ؍
۶۴۵ - منیف الدین صاحب — ضلع مرشدآباد
۶۴۶ - نیرالدین صاحب — ؍ ؍
۶۴۷ - محمد حسین شاہ صاحب — کوئٹہ
۶۴۸ - اہلیہ ؍ ؍ — ؍
۶۴۹ - عائشہ بی بی صاحبہ — ضلع شیخوپورہ
۶۵۰ - رحیم بی بی صاحبہ — ؍ ؍

ہفتہ مختتمہ ۱۶ مارچ ۱۹۲۷ء

۶۵۱ - غلام رسول صاحب — ضلع جالندھر
۶۵۲ - حکیم حشمت علی صاحب — ؍ ؍
۶۵۳ - عبدالرحمن صاحب — ؍ ؍
۶۵۴ - محمد شاہ صاحب — ؍ امرتسر
۶۵۵ - برکت علی صاحب — ضلع فیروزپور
۶۵۶ - نور الٰہی صاحب — ؍ لاہور
۶۵۷ - والدہ صاحبہ ملک محمد عبدالقادر صاحب — لائل پور
۶۵۸ - محمد فیروز الدین صاحب — جموں
۶۵۹ - عبدالغنی صاحب — شاہجہان پور
۶۶۰ - ہمشیرہ چوہدری محمد حنیف صاحب — لائل پور
۶۶۱ - حافظ مشتاق احمد صاحب — سندھ
۶۶۲ - خوشی محمد صاحب (حال امریکہ) — ضلع جالندھر
۶۶۳ - عطاء الرحمن خاں صاحب — پوری اڑیسہ
۶۶۴ - عثمان خاں صاحب — ؍ ؍
۶۶۵ - کالے خاں صاحب — ؍ ؍
۶۶۶ - اسماعیل خاں صاحب — ؍ ؍
۶۶۷ - رمضان خاں صاحب — ؍ ؍
۶۶۸ - بلا خاں صاحب — ؍ ؍
۶۶۹ - عبدالفتاح خاں صاحب — ؍ ؍
۶۷۰ - پہلوان خاں صاحب — ؍ ؍
۶۷۱ - میاں منگا صاحب — ضلع کانگڑہ
۶۷۲ - غلام جنت صاحبہ — بغداد
۶۷۳ - اقبال خاطمہ صاحبہ — ؍
۶۷۴ - جوزہ صاحبہ — ؍
۶۷۵ - برکت بی بی صاحبہ — ؍

ہفتہ مختتمہ ۲۳ مارچ ۱۹۲۷ء

۶۷۶ - محمد طفیل صاحب — ملک بلوچستان
۶۷۷ - نواب دین صاحب — گورداسپور
۶۷۸ - اہلیہ شیخ غلام حسین صاحب — لاہور
۶۷۹ - محمد شفیع صاحب — بصرہ
۶۸۰ - سید محمد حسین صاحب — ضلع گورداسپور
۶۸۱ - حیدر علی صاحب — لاہور
۶۸۲ - غلام محمد صاحب — ؍ گوجرانوالہ
۶۸۳ - فضل بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۶۸۴ - محمد عبداللہ صاحب — بغداد
۶۸۵ - شیخ کوچیل صاحب — پوری اڑیسہ
۶۸۶ - شیخ حسن صاحب — ؍ ؍
۶۸۷ - شیخ روشن صاحب — ؍ ؍
۶۸۸ - کریم الدین صاحب — ریاست پٹیالہ
۶۸۹ - حسن الدین صاحب — ضلع جالندھر
۶۹۰ - ملک غلام قادر شاہ صاحب — دہلی
۶۹۱ - ہاجرہ بی بی صاحبہ — ضلع جالندھر
۶۹۲ - فاطمہ بی بی صاحبہ — ضلع جالندھر
۶۹۳ - کریمی صاحبہ — ؍ ؍
۶۹۴ - گمن صاحب گھمار — ؍ ؍
۶۹۵ - فاطمہ بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۶۹۶ - مائی کاکو صاحبہ — ؍ ؍
۶۹۷ - راجو صاحبہ — ؍ ؍
۶۹۸ - جان محمد صاحب — ؍ ؍
۶۹۹ - فضل الدین صاحب — ؍ ؍
۷۰۰ - اسماعیل صاحب — ؍ ؍

ہفتہ مختتمہ ۳۰ مارچ ۱۹۲۷ء

۷۰۱ - کریم بخش صاحب — ضلع جالندھر
۷۰۲ - عبدالرحمن صاحب — ؍ ؍
۷۰۳ - حلیمہ بی بی صاحبہ — بالیسر اڑیسہ
۷۰۴ - دین محمد صاحب — سندھ
۷۰۵ - قائم شاہ صاحب — پشاور
۷۰۶ - حفیظہ بی بی صاحبہ — بالیسر
۷۰۷ - تحفہ بی بی صاحبہ — ؍
۷۰۸ - محمد حسین صاحب — ضلع راولپنڈی
۷۰۹ - احمد صاحب — ضلع شیخوپورہ
۷۱۰ - مسماۃ فتح نشاں صاحبہ — ضلع اٹک
۷۱۱ - مہر صادق علی صاحب — ؍ کٹک
۷۱۲ - عرفان خاں صاحب — ؍ ؍
۷۱۳ - غلام فاطمہ صاحبہ — ؍ جھنگ
۷۱۴ - محمد اسحاق صاحب — ضلع شیخوپورہ
۷۱۵ - مائی سکینہ صاحبہ — ریاست بہاولپور
۷۱۶ - غیاث الدین صاحب — ضلع پشاور
۷۱۷ - زیدا علی صاحب — ٹپارا بنگال
۷۱۸ - ظہورالنساء صاحبہ — ؍ ؍
۷۱۹ - ماجدالنساء صاحبہ — ؍ ؍
۷۲۰ - قصیدہ بی بی صاحبہ — بالیسر
۷۲۱ - آسیا خاتون صاحبہ — ٹپارا بنگال
۷۲۲ - صالحہ خاتون صاحبہ — ؍ ؍
۷۲۳ - ملک جان بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۷۲۴ - والدہ حمید صاحب — ؍ ؍
۷۲۵ - غلام احمد صاحب — ضلع گورداسپور
۷۲۶ - دین محمد صاحب — ضلع گورداسپور
۷۲۷ - محمود احمد صاحب — ؍ ؍
۷۲۸ - یوسف علی صاحب — ؍ ؍
۷۲۹ - غلام احمد صاحب — ضلع گورداسپور
۷۳۰ - مجیدہ صاحبہ — ؍ ؍
۷۳۱ - محمودہ صاحبہ — ؍ ؍
۷۳۲ - غلام فاطمہ صاحبہ — ؍ ؍
۷۳۳ - حسین بخش صاحب — ؍ ؍
۷۳۴ - سلطان بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۷۳۵ - احمد علی صاحب — ؍ ؍
۷۳۶ - فتح بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۷۳۷ - محمد بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۷۳۸ - رحمت بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۷۳۹ - عائشہ بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۷۴۰ - حسن محمد صاحب — ؍ ؍
۷۴۱ - فضل الٰہی صاحب — ؍ ؍
۷۴۲ - عبدالغنی صاحب — ؍ ؍
۷۴۳ - عبدالواحد صاحب — ؍ ؍
۷۴۴ - فرزند علی صاحب — ؍ ؍
۷۴۵ - محمد علی صاحب — ؍ ؍
۷۴۶ - خورشید احمد صاحب — ؍ ؍
۷۴۷ - مائی کرم بھری صاحبہ — ؍ ؍
۷۴۸ - ننھی صاحبہ — ؍ ؍
۷۴۹ - مہر بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۷۵۰ - بشریٰ بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۷۵۱ - غلام فاطمہ صاحبہ — ؍ ؍
۷۵۲ - رسول بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۷۵۳ - خورشید احمد صاحب — ؍ ؍
۷۵۴ - بشیر احمد صاحب — ؍ ؍
۷۵۵ - بشریٰ صاحبہ — ؍ ؍
۷۵۶ - فاطمہ صاحبہ — ؍ ؍
۷۵۷ - محمد نذیر صاحب — ؍ ؍
۷۵۸ - نذیر احمد صاحب — ؍ ؍
۷۵۹ - احمد دین صاحب — ؍ ؍
۷۶۰ - بیوں صاحب — ؍ ؍
۷۶۱ - فضل بی بی صاحبہ — ؍ ؍
۷۶۲ - فرزند علی صاحب — ؍ ؍
۷۶۳ - علی اکبر صاحب — ؍ ؍
۷۶۴ - محمد شفیع صاحب — ؍ ؍
۷۶۵ - کھیڑا صاحب — ؍ ؍
۷۶۶ - امام بی بی صاحبہ — ؍ ؍

(خاکسار محمد یار۔ اسسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹری)

480

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت ۲۵۴۵

میں محمد بنتی خاں ولد پوسے خاں افغان ساکن ڈیریانوالہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ بارہ کنال اراضی قیمتی مبلغ چھ سو روپیہ کی ہے۔ مال مویشی قیمتی ۹۵ روپیہ کا ہے۔ مکان سکونتی قیمتی ایک صد روپیہ کا ہے۔ کل روپیہ سات سو پچانوے روپیہ کا ہے۔ فقط ۲۸ ر دسمبر ۱۹۲۶ء العبد بقلم خود محمد بنتی خاں ساکن ڈیریانوالہ۔ گواہ شد اسمٰعیل ولد سردار خاں افغان ساکن ڈیریانوالہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد عبد اللہ کمہار ولد بڈھا ساکن ڈیریانوالہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ۔

وصیت ۲۵۲۴

میں حاجی نبی بخش ولد سکندر خاں راجپوت ساکن گڑھ شنکر ضلع ہشیارپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان پختہ واقع گڑھ شنکر ہے۔ جس کی قیمت اندازاً پانصد روپیہ ہے۔ اور علاوہ اسکے مکان کے پانچہزار سات سو روپیہ کی زمین زرعی رہن با قبضہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز اس کے علاوہ جو بھی جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ بمقام قادیان یہ وصیت تحریر کی گئی۔ ۳۰ ر دسمبر ۱۹۲۶ء العبد حاجی نبی بخش مذکور۔ گواہ شد حاجی غلام احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کریام حال قادیان بارک۔ گواہ شد دولت خاں ولد طہماسپ خاں راجپوت بقلم خود از قادیان۔

وصیت نمبر ۲۵۲۲

میں عبد الحق احمدی ولد عطا محمد صاحب احمدی شیخ قانونگو ساکن چودہریوالہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ سردست میری کوئی جائداد نہیں کیونکہ والدین مد ظلہم کا سایہ بفضل خدا ہمارے سروں پر ہے۔ اور ان کی تحویل میں جائداد ہے۔ اس وقت میری ماہوار موجودہ تنخواہ مبلغ عہ پچاسی روپے ہے۔ جس پر میرا گذارہ ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ماہ بماہ کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط والسلام ۸ ر دسمبر ۱۹۲۶ء العبد شیخ عبد الحق احمدی سب اوورسیر سکنہ چودہریوالہ حال وارد سب ڈویژن ...

شدادکوٹ ڈاکخانہ خاص براستہ لاڑکانہ (سندھ)۔ گواہ شد محمد ابراہیم بقاپوری امیر تبلیغ سندھ بقلم خود مورخہ ۸ ر دسمبر ۱۹۲۶ء۔ گواہ شد شیخ نذیر احمد صاحب شدادکوٹ۔ بقلم خود ۸ ر دسمبر ۱۹۲۶ء۔

وصیت نمبر ۲۵۲۵

میں کریم بخش ولد امام الدین کشمیری جٹ ساکن چندر کے منگولے ڈاکخانہ چندر کے منجاں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت اپنی جائداد متروکہ کے متعلق کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمدنی اندازاً تیس روپیہ ہیں۔ تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط والسلام ۲۸ ۱۲/۲۶۔ العبد نشان انگوٹھا کریم بخش موچی حال وارد قادیان محلہ دار الضعفاء۔ گواہ شد عبد الرزاق احمدی سکنہ دوہراں ضلع ملتان حال وارد قادیان۔ گواہ شد ابراہیم سکنہ محمود آباد خانیوال۔

وصیت نمبر ۲۵۳۱

میں محمد حسین ولد غلام محی الدین سید ساکن ڈاکخانہ ظفروال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق میں حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ مکان قیمتی دو ہزار روپیہ۔ اراضی ۴ کنال موروثی قیمتی دو سو روپیہ۔ جس کی کل قیمت دو ہزار دو سو روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں ہے بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت تنخواہ چالیس روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں تو اسی قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ یہ وصیت بمقام قادیان دارالامان لکھی گئی۔ بموقعہ جلسہ سالانہ ۲۷ ۱۲/۲۶۔ دستخط محمد حسین بقلم خود۔ گواہ شد محمد حسین ولد صوبے خاں جٹ باجوہ ساکن تونڈی عنایت خاں تحصیل پسرور صدر واصلاتی نویس سیالکوٹ۔ العبد محمد حسین احمدی ولد غلام محی الدین قوم سید قانون گو ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ ... آبادی باک پتن حال وارد قادیان۔ گواہ شد غلام علی ولد غلام دستگیر جٹ ساکن قلعہ ... آباد تحصیل پسرور حال سب انسپکٹر پنجابی ارامنیات ... ل وارد قادیان۔

وصیت نمبر ۲۵۳۳

میں امیر حسین علی ولد امیر محمد شاہ ساکن دھرم کوٹ رندھاوا ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اوّل میری جائداد جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔ اور جو موضع ... ڈاکخانہ کنجر ... تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ موازی ۱۱ کنال اراضی مبلغ ایک سو نوے روپے میں رہن ہے۔ اور ۴ کنال اراضی مبلغ ۳۰ روپیہ میں رہن ہے۔ (۷) کنال اراضی مبلغ ایک سو روپیہ میں رہن ہے۔ ایک گاد بیل اور ایک گائے قیمتی ایک سو بیس روپیہ ہے۔ دوم یہ میری موجودہ جائداد ہے اور اگر میرے مرنے پر میری کوئی اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو ان سب کے متعلق میں خدا تعالےٰ کو حاضر ناظر جان کر وصیت کرتا ہوں۔ کہ اس کے دسویں حصہ کی

(اشتہارات)

تریاق زعفرانی

امراض ذیل کے لئے بصفت موصوف ہے۔ اعضاء رئیسہ کی کمزوری کے لئے نہایت مفید ہے۔ نسیان ہو۔ معدہ کمزور ہو۔ دماغ کمزور ہو۔ دل دھڑکتا ہو۔ کمزوری جگر کی وجہ سے بدن میں خون کم ہو۔ رنگ زرد ہو۔ سر چکراتا ہو۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہو۔ طاقت کمزور پڑ گئی ہو۔ تو تریاق زعفرانی کا استعمال انشاء اللہ نہایت مفید اور آرام پہنچانے کا موجب ہوگا۔ قیمت فی ڈبیہ عہ

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

امتحان کے بعد آپ کیا کریں گے

میٹریکولیٹ اور گریجوایٹ کی جس قدر قدر و منزلت ملک میں ہو رہی ہے۔ محتاج بیان نہیں۔ انہیں آمدنی حاصل کرنے کے لئے ایسی صنعت سیکھنی چاہیئے۔ جس کی ملک کو زیادہ ضرورت ہو۔ چونکہ ماہرین بجلی کی ملک کو اس وقت بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے اس سکول کے سند یافتہ بڑی بڑی تنخواہوں پر جلدی پہنچ جاتے ہیں۔ جن کی فہرست بعہ پراسپکٹس پرنسپل سکول آف اپلائڈ الیکٹریسٹی دھنگول ... سے مفت مل سکتی ہے۔

پرنسپل

اشتہارات

بے اولادوں کو اولاد

اہلیہ صاحبہ میاں عبداللہ صاحب سابق ساکن باجرے ضلع سیالکوٹ ان کو ۱۲ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی والدہ صاحبہ کے علاج سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں جو کہ زندہ موجود ہیں۔

اہلیہ صاحبہ میاں فضلدین صاحب ساکن کھارا ضلع گورداسپور عرصہ نو سال تک اولاد سے محروم رہی آخر والدہ صاحبہ کے علاج اور ان کی ادویہ سے صاحب اولاد ہوئیں۔

آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ جبکہ والدہ صاحبہ کے علاج اور ان کی بینظیر ادویہ سے بیشمار بے اولاد عورتیں با اولاد اور بے چراغ گھرانے آباد ہو چکے ہیں۔ جبکہ بالکل مایوس عورتیں ننھی ننھی اور پیاری اولاد حاصل کر چکی ہیں۔ تو آپ کو بھی چاہیئے۔ کہ ان بے نظیر ادویہ کا استعمال کر کے اولاد حاصل کریں۔ والدہ صاحبہ قریباً ۳۰ سال سے نہایت کامیابی کے ساتھ علاج کر رہی ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو میاں تشریف لا کر بھی علاج کرا سکتی ہیں۔ قیمت ادویہ جو فائدہ کے لحاظ سے بالکل معمولی ہے۔ یعنی صرف چار روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

نوٹ:۔ آرڈر دیتے وقت مفصل حالات تحریر فرمائیں۔ ہر قسم کی خط و کتابت پوشیدہ رکھی جاتی ہے۔

سید خواجہ علی قادیان۔ پنجاب

سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے مت ڈرو

قرص دافع زہر بچھو و سانپ تیار ہو گئے ہیں۔ چونکہ موسم گرما میں بچھو و سرما میں سانپ کی کثرت ہو جاتی ہے۔ جس کے باعث اکثر لوگ ان کے کاٹے ہوئے زہریلے اثر سے پریشان پھرا کرتے ہیں۔ اور بروقت کسی مجرب دوا کے نہ ملنے کے جھاڑ پھونک کروانے پر مجبور ہوتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی تکلیف میں کوئی خاص کمی نہیں ہوتی ہے۔ لہذا پبلک کے نفع و آرام کی خاطر یہ قرص جو کہ سانپ اور بچھو کے زہریلے اثر کو دُور کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اور جن کے لگاتے ہی زہریلا اثر دور ہو کر آرام ہونے لگتا ہے مشتہر کئے ہیں۔ پس ایسی نفع بخش دوا کا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا باعث آرام ہے۔ تاکہ وقت بے وقت رات بیرات کام آوے۔ قیمت ۱۲ قرصوں کی (عہ) معہ ترکیب استعمال خرچ پارسل بذمہ خریدار۔ نوٹ۔ فرمائش کے ہمراہ ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے روانہ فرماتے ہیں۔ ورنہ تعمیل نہیں کی جائے گی۔

المشتہر

مینیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ حکیم میر سعادت علی صاحب معالج امراض کہنہ متصل چوک اسپان شاہ علی بنڈہ حیدر آباد دکن

حب انجھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں۔ جن کے اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو۔ (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گودھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہ۔ تین تولہ کیلئے محصول ڈاک معاف۔ چھ تولہ تک خاص رعایت۔

سرمہ نور العین

اس کے اجزاء موتی وغیرہ ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دُور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیدار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بینظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عا)

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام فضلوں کو دُور کرنے والی۔ مقوی دماغ۔ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن۔ اور جگر کو طاقت دینے والی۔ جوڑوں کے درد۔ نقرس کے درد۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی۔ مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دُور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آ گئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمی ہو۔ اور زرد زنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دُور ہو جاتے ہیں اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

المشتہر

نظام جان عبداللہ جان۔ معین الصحت۔ قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

آنے والی ایسٹر کی رخصتوں کے لئے آنے اور جانے کے سو میل سے زیادہ فاصلہ کے لئے تمام نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشنوں پر ۱۴ر اپریل ۱۹۲۷ء سے لے کر ۱۸ر اپریل تک حسب ذیل شرح پر واپسی کے رعایتی ٹکٹ جاری کئے جائیں گے۔ جو ۲۹ر اپریل ۱۹۲۷ء تک کارآمد ہو سکیں گے:۔

اوّل و دوم درجہ :۔ ایک طرف کا پورا اور دوسری طرف کا ایک تہائی کرایہ۔

درمیانہ درجہ :۔ ایک طرف کا پورا اور دوسری طرف کا نصف کرایہ۔

این ڈبلیو۔ ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور مورخہ ۲۴ر فروری ۱۹۲۷ء

دستخط دی ایچ بوتھ برائے ایجنٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کی خبریں

——— دیوان چمن لال کے جواب میں مجلس لیجسلیٹو اسمبلی میں مسٹر ہاورڈ فارن سیکرٹری نے فرمایا۔ کہ ہانگ کانگ میں ۱۵۲۰ اور شنگھائی میں ۱۴۰۰ ہندوستانی ہیں۔ ہانگ کانگ میں ہندوستانیوں کے مال کا اندازہ دس لاکھ ڈالر کا کیا جاتا ہے اور شنگھائی میں پچاس لاکھ ڈالر۔ اب تک ہندوستانیوں کے جان و مال کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا ہے۔

——— جہاز مانڈلے سے کرنل پریسفورڈ کے ماتحت ۲۹ ٹٹو اور رسالہ کے ۸ سپاہی اور ایک ہندوستانی افسر امریکہ روانہ ہوگئے ہیں۔ تاکہ وہاں پولو کا میچ کھیل کر امریکہ سے ویسٹ چسٹر کپ پھر جیت لائیں۔

——— کلکتہ ۲۵ مارچ۔ لارڈ سنہا کے گھر سے کوئی دس ہزار کے کرنسی نوٹ چرا کر لے گیا۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

——— محکمہ تعلیم کا یہ ارادہ ہے۔ کہ مئی ۱۹۲۷ء میں شاہ پور میں گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج کھولے۔ ابھی یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ کالج شاہ پور میں کھلے گا یا سرگودہا میں۔

——— جس مکان میں مچھروں کی کثرت ہو۔ وہاں نیم کے پتوں اور [illegible] کی دھونی دیدی جائے۔ اس کے دھوئیں سے مچھروں کے پر جھڑ جاتے ہیں۔ یہ تدبیر سہل ہے۔ اور اس میں کچھ زیادہ خرچ بھی نہیں ہے۔ اس لئے لوگوں کو تجربہ کرنا چاہیئے۔

——— یکم جون اور ۳۰ ستمبر کے عرصہ میں کالکا شملہ ریلوے کی شرح کرایہ کو نصف کر دیا جائیگا۔

——— طلبائے مدرسہ دیوبند کا ایک اشتہار مظہر ہے۔ کہ مظلوم طلبائے دیوبند اڈیٹران اخبار و رہنمایان قوم اور معزز افراد سے بصد آداب ملتجی ہیں۔ کہ وہ جلد از جلد اپنے نمائندے بھیجکر صحیح واقعات معلوم کر کے مدرسہ کی اصلاح کی جانب متوجہ ہوں۔ اور طلباء کی ایک کثیر تعداد کو منتظمین کے دست تعدی سے نجات دلائیں۔

——— ٹراونکور ۲۲ مارچ۔ ہز ہائی نس مہارانی ریجنٹ ٹراونکور نے حال میں ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں ہدایت کی گئی ہے۔ کہ ریاست ٹراونکور کے تمبر قلائی مندر میں اتصوم تیوہار کے موقعہ پر کسی بھی پبلک مقام پر یا اس کے قرب و جوار میں بیہودہ گیت اور گندی گالیاں نہ گائی جائیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ دھرم کے نام پر صدیوں سے گالیاں گانے کی یہ رسم بغیر مزاحمت رائج تھی۔

——— بھاگلپور ۲۳ مارچ۔ گذشتہ محرم کے موقعہ پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد ہوگیا تھا۔ اس سلسلہ میں جتنے مسلمانوں پر مقدمات چل رہے تھے۔ سشن جج نے سب کو سزائیں دے دی ہیں۔

——— حیدرآباد سندھ ۲۹ مارچ۔ لاڑکانہ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں میں لڑائی ہوگئی۔ وجہ یہ تھی۔ کہ ہندوؤں نے ایک مسلمان عورت کو جس کے ساتھ تین بچے بھی تھے شدھ کر لیا تھا۔ مسلمانوں کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے ہندوؤں کی دوکانوں کو لوٹ لیا ہے۔ ۴۷ آدمی زخموں کی وجہ سے شفاخانہ میں داخل کئے گئے۔ نوے مسلمان اور پچاس ہندو گرفتار کئے جاچکے ہیں۔

——— ملک معظم نے سر بازل بلیکٹ کی میعاد میں جو وائسرائے کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں۔ اور جن کے ذمہ شعبہ مالیات ہے ایک سال کی ۷ اپریل ۱۹۲۸ء تک کی توسیع منظور کرلی ہے۔

——— کلکتہ ۲۹ مارچ آج مسٹر سوبری نے خواتین کے وفد کو باریابی عطا کی۔ اس وفد میں مس لانڈ ناظم یورپین ایسوسی ایشن اور چند دیگر ہندوستانی خواتین شامل تھیں۔ انہوں نے درخواست کی۔ کہ آپ گورنر کو مشورہ دیں۔ کہ نوجوان نیپالی طالب علم کھڑک بہادر کو معاف کر دیا جائے جسے ہائی کورٹ کی عدالت نے حال ہی میں ہیرالال مارواڑی کو ضرب شدید لگانے کے جرم میں جس سے وہ آخر مر گیا۔ آٹھ سال کی قید بامشقت کی سزا دی ہے۔ درخواست میں اراکین وفد نے یہ بات ظاہر کی۔ کہ نیپالی لڑکی راج کماری کی شرم و عصمت کی حمایت نے کھڑک بہادر کو انتہا درجہ مشتعل کر دیا تھا۔ مسٹر سوبری نے کہا۔ کہ وہ کوئی ایسی مثال نہیں جانتا۔ کہ جس میں ہائی کورٹ کے جج کے حکم کو کلی طور پر بدل دیا گیا ہو۔ تاہم میں اس معاملہ پر دوبارہ غور کرنے کی خواہش کو گورنر کے سامنے پیش کر دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔

——— نوا کھالی ۲۸ مارچ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ۲۷ مارچ کو نواب پور اور اس کے آس پاس کے مواضع میں شدید بارش کے بعد ایک تباہ کن طوفان آیا۔ جس کی وجہ سے بہت سے مکان بشمول شفاخانہ ابتدائی اسکول اور ڈاکخانہ کے پرچو بنگ تباہ و برباد ہوگئے۔

——— حیدرآباد ۲۹ مارچ۔ نواب شاہ میں ہولناک آتشزدگی کی وجہ سے تقریباً ۷۰ مکان جل کر خاک سیاہ ہوگئے۔

——— سرجان مینارڈ سابق ممبر مال گورنمنٹ پنجاب کو لیبر پارٹی سے سیڈسٹون کے حلقہ کی طرف سے پارلیمنٹ کی ممبری کے لئے کھڑا ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔

——— لارڈ اور لیڈی اروِن بذریعہ دریا سرینگر جا پہنچے۔ سرینگر کے لوگوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ آپ گلاب بھون میں ٹھہرے۔

——— ہیضہ کے پھوٹ نکلنے سے بیجاپور میں صورت حالات بہت نازک ہوگئی ہے۔ ضلع بلگام میں ۸ گاؤں میں ہیضہ پھیلا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اور اضلاع میں بھی ہیضہ پھیلا ہوا ہے۔

——— اندور ۳۱ مارچ۔ اس وقت تک مسلمانوں کی امداد کے لئے ۲۵ ہزار روپیہ جمع ہوچکا ہے۔ سر محمد شفیع اور مسٹر جناح نے ڈاکٹر کچلو کو قانونی امداد دینا منظور کر لیا ہے۔

——— پولیس نے سردار شیر سنگھ اور بہادر سنگھ منیجنگ ڈائرکٹر سری گورو نانک بینک آف انڈیا لمیٹڈ امرتسر کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ بینک دیوالیہ ہو چکا ہے۔ سردار بشن سنگھ کی عدالت میں ملزموں کا چالان زیر دفعہ ۴۷۷، ۴۲۰، ۴۰۹ اور ۱۲۰ الف تعزیرات ہند کے ماتحت کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی پولیس نے تحقیقات مکمل کرنے کے لئے دس دن کا ریمانڈ بھی لیا۔ ملزم اس وقت حوالات میں ہیں۔

——— حکومت پنجاب نے سینئر سب ججوں کے دفاتر کے لئے سٹینوگرافروں کی تقرری کی منظوری دیدی ہے۔

——— لکھنؤ۔ جناب گورنر نے ہندوستانی اکاڈمی (ہندوستانی مجلس علمی) کے قیام کی افتتاحی رسم ادا کی۔ اس مجلس کا مقصد، ہندی اور اردو علم ادب کی ترقی کے لئے جدوجہد عمل میں لانا ہے۔

——— حکومت پنجاب نے ہندی کی ایک کتاب موسومہ "دیودت درپن" جسے پریم سرن نے دکو در پرنٹنگ پریس آگرہ میں چھپوائی تھی ضبط کرلی ہے۔

——— لاہور ۲۸ مارچ۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اگر حالات نے مساعدت کی تو آئندہ جون میں ہندوستان، اور لنڈن کے مابین لاسلکی برقی پیام رسانی کا سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ اس طرح تار جلد پہنچا کریں گے۔ اور خرچ بھی کم ہوگا۔ عام پیامات کی شرح ۳ آنہ فی لفظ ہوگی۔

——— کہا جاتا ہے۔ کہ ریاست خیرپور (سندھ) ۸ لاکھ سے ۱۰ لاکھ روپیہ تک قرضہ لینے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔

——— گذشتہ ایام میں غیر ہندوؤں کی کوششوں سے ضلع جھانسی میں دو ہزار مہتر اپنے ہندو دھرم سے تبت ہو گئے تھے۔ اب اطلاع ملی ہے کہ وہ جملہ مہتر اپنے سابقہ دھرم میں شامل ہوگئے ہیں۔

——— حکومت ہند کے پاس اس کے ایجنٹ اور قنصل متعینہ جدہ نے اخراجات حج کا جو تخمینہ بھیجا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کم سے کم چھ سو روپیہ ہر شخص کے پاس ہونا چاہیئے۔ غریب سے غریب آدمی کے لئے بھی اخراجات اس سے کم نہیں ہو سکتے۔

——— خلافت کمیٹی دہلی کے ذریعہ اطلاع ملی ہے۔ کہ کرنال میں دو تین روز ہوئے کہ چار بچوں کی لاشیں شہر کے نالوں میں پائی گئیں۔ یہ چار لاشیں مسلمان بچوں کی ہیں۔

——— آگرہ یکم اپریل۔ عبدالکریم اڈیٹر مسلم سیوک آگرہ کو جس نے "شدھی کی حقیقت" والی نظم شائع کی تھی۔ زیر دفعہ ۱۵۳ الف تین ماہ قید سخت اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔

ممالک غیر کی خبریں

——— البانیہ کی تحریک آزادی کے لیڈر موسیو یوسف صالح بک کو بمقام تیرانہ قتل کر دیا گیا۔ یہ شخص پریذیڈنٹ احمد زوغو کی اطالیہ پرستی کا سخت مخالف تھا۔

——— ایک امریکن کا بیان ہے۔ کہ ۱۹۲۷ء میں دو چاند گرہن اور تین سورج گرہن ہونگے۔ ۲۹ جون کو کامل سورج گرہن ہوگا۔ اور انگلستان میں پوری طرح اس کا اثر دکھائی دیگا۔

——— ماسکو ۳۰ مارچ۔ پراونشل سوویٹ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے ایم اپاکوف نے کہا۔ کہ اگر چین کے معاملات میں مداخلت بڑھتی گئی تو اس کا لازمی طور پر یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ تمام چینی اضلاع میں ایک زبردست جنگ ... چھڑ جائیگی۔ جو غالباً نہ صرف ایشیا کو ہی اپنی لپیٹ میں لے لیگی۔ بلکہ دنیا بھر کو اس جنگ میں حصہ لینا پڑ جائے گا۔

(منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)